امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72 | مورخہ ۵؍شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۶؍جون ۲۰۲۲ء روز سوموار | شمارہ نمبر 21

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ اپنی اولاد کے ایمان کی فکر کیجئے
■ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کیجئے
■ ہاتھ میں قرآن اٹھائیے......
■ سارے جہاں کا جائزہ اپنی جہاں سے بے خبر
■ اردو کے محاورے اور ہماری تہذیب
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

حج: سفر محبت وعبادت

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، ایمان لانا، اور ایمان کے بعد نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، بعض شرائط وقیود کے ساتھ سب پر فرض ہے، مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بوڑھا، فقیر ہو یا مالدار، سب ایک صف میں ہیں، چونکہ یہ کام سب کر سکتے ہیں، بعض مخصوص حالات میں جو لوگ نہیں ادا کر سکتے ہیں ان کو چھوٹ دی گئی ہے یا اعذار ختم ہونے کے بعد ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے، زکوۃ اور حج سب پر فرض نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ ان کا تعلق مال سے ہے، اور سب مال والے نہیں ہیں، پھر جن کے پاس مال ہے، اس کے اوپر زکوۃ فرض کرنے کے لیے نصاب کی شرط لگائی گئی اور حج فرض کرنے کے لیے مالداری کے ساتھ استطاعت کی قید لگائی گئی، اس لیے کہ حج میں سفر کرنا بھی ہوتا ہے اور مال بھی خرچ کرنا، اب اگر آدمی بیمار ہے، تندرست نہیں ہے تو خود سفر نہیں کر سکتا قید میں ہے تو سفر کی اجازت ہی نہیں۔ تندرست وتوانا اور آزاد ہے لیکن راستہ پر امن نہیں ہے۔ راجح قول کے مطابق عورت کے ساتھ کوئی محرم جانے والا نہیں ہے یا عورت عدت میں ہے، تو بھی سفر ممکن نہیں؛ اس لیے اس پر حج فرض نہیں، سب کچھ موجود ہے، سفر خرچ اور واپسی تک بال بچوں کے نفقہ کی صورت نہیں بنی تو بھی حج کرنا ممکن نہیں اور اللہ رب العزت اپنے فضل سے بندوں پر اسی قدر فرض کرتا ہے جس کی ادائیگی پر وہ قدرت رکھتا ہو، اب قدرت وطاقت، صحت، مال ودولت اور ہر قسم کی مطلوبہ استطاعت ہو تو اللہ اپنے گھر کی طرف بلاتا ہے، سب کچھ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے، ایسے میں وہ یوں ہی بلا لے کچھ نہ دے اور کوئی وعدہ نہ کرے تب بھی سر کے بل جانا چاہیے، دوڑنا چاہیے، لیکن یہ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا فضل اور کرم ہے کہ سب کچھ دے کر کہتا ہے کہ آؤ میرے گھر، احرام باندھو، طواف کرو، سعی کرو، حجر اسود کا استلام کرو، رکن یمانی کو چھوؤ، زمزم پیو، صفا ومروہ کی سعی کرو، عرفہ، مزدلفہ میں وقوف کرو، منیٰ میں رات گذارو، شیطان کو کنکری مارو، قربانی کرو، ہم اس کے بدلے تمہیں جنت دیں گے، وہ جنت جس کے لیے تم پوری زندگی ہماری عبادت کرتے رہتے ہو، اس پوری زندگی کا مطلوب صرف ایک حج مقبول میں تمہیں دیں گے، تم نے اس سفر میں کوئی غلط کام نہیں کیا، جھگڑا نہیں کیا، شہوانی خواہشات سے مغلوب نہیں ہوئے تو ایسے پاک صاف ہو کر گھر لوٹو گے جیسے آج ہی تم ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوئے ہو، اس کے علاوہ اور بھی انعامات تمہیں ملیں گے، تمہارے اندر دنیا سے بے توجہی پیدا ہو جائے گی، آخرت کی فکر اور رغبت تمہاری زندگی کا حصہ بن جائے گی، تم نے جو مال خرچ کر دیا، وہ تمہارے لیے فقر وفاقہ کا باعث نہیں بنے گا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمہیں اور دے گا، غنی بنا دے گا، اتنا دے گا کہ بے نیاز ہو جاؤ گے، تمہیں ہر قسم کی عصبیت اور امتیاز کی بیماری سے پاک کر دے گا، ریا، نمود ونمائش کا جذبہ ختم ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کے اس اعلان فضل ونعمت کے بعد بھی دوسرے ارکان کی ادائیگی کی طرح حج میں جانے میں کوئی کوتاہی کرتا ہے تو یہ بڑی محرومی اور بد بختی کی بات ہے، یقیناً حج زندگی میں ایک بار فرض ہے، لیکن فرض ہونے کے بعد ساقط نہیں ہوتا ہے اور کیا معلوم اگلی زندگی کیسی ہوگی، ابھی اللہ کے انعام کی قدر نہیں کیا اور بعد میں مال ہی جاتا رہا یا صحت ہی باقی نہ رہی تو یہ فرض رہ جائے گا، اس لیے انتظار کرنا کہ ملازمت سے سبکدوش ہو جائیں تب اللہ کے بلاوے پر لبیک کہیں گے اور سب گناہ سے رک جائیں گے، یہ شیطان کا بہلاوا ہے کہیں اس کے پہلے ہی بلاوا آ گیا اور کون جانتا ہے کہ کب بلاوا آئے گا، مرنے کی کوئی عمر نہیں ہوتی اور کوئی نہیں جانتا کہ کب اور کس وقت ملک الموت اپنا کام کر جائیں گے اس لیے جو زندگی دی گئی ہے اور جو مال ودولت، صحت وعافیت فراہم ہے، اس کی قدر کرنی چاہئے اور بلا تاخیر اللہ کے اس بلاوے پر دوڑ جانا چاہیے، ہمارے بعض بھائی اس اہم رکن کی ادائیگی کو اس لیے ٹالتے ہیں کہ بچی کی شادی کرنی ہے حج الگ فرض ہے اور بچی کی شادی الگ ذمہ داری ہے؛ خصوصاً اس شکل میں جب کہ لڑکی ابھی سیانی؛ نہیں ہوئی ہے، ذمہ داری ہی اُس کام کی نہیں آئی، ایسے میں کہاں کی عقل مندی ہے کہ ایک فرض کو آئندہ والی ذمہ داری کے نام پر ٹالا جائے۔ یہی حال مکان کی تعمیر، زمین کی خریدگی، اور دوسرے گھریلو معاملات کا ہے، جن کے نام پر شیطان بہکاتا رہتا ہے، اور حج مؤخر ہوتا رہتا ہے، اور پھر وہ وقت بھی آ جاتا ہے کہ ادائیگی کی شکل باقی نہیں رہتی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس کوئی عذر نہ ہو، استطاعت بھی ہو، سخت حاجت بھی درپیش نہ ہو، ظالم بادشاہ اور مرض نے بھی نہ روکا ہوا اور وہ حج کے بغیر مر گیا تو یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے، مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ کی پناہ کس قدر سخت وعید ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حج کے سفر کی تیاری کا زمانہ آ گیا ہے اللہ کے اس بلاوے پر دوڑنے کے لیے تیار ہو جائیے، نیت کو خالص کیجئے، گناہوں سے توبہ کیجئے، اگر والدین آپ کی خدمت کے محتاج ہوں تو ان سے بھی اجازت لیجئے، امانت ووصیت سے فارغ ہو لیجئے، حقوق کی ادائیگی پر توجہ دیجئے، اچھے رفیق سفر کا انتخاب کیجئے، حج کے مسائل سیکھئے، حج کمیٹی والے تربیتی کیمپ لگواتے ہیں، اس کی حاضری کو یقینی بنائیے کہ یہ بھی حج کے مسائل سیکھنے کا اچھا ذریعہ ہے، جلدی کیجئے، صحت ودولت کو غنیمت جانیے، دوڑیئے، تیزی دکھائیے، اپنے ساتھ اپنے دوستوں کو بھی تیار کیجئے، آپ کی رفیق حیات دکھ سکھ میں آپ کے ساتھ رہتی ہیں، اللہ نے ان پر بھی حج فرض کیا ہے اور نہ بھی کیا ہو اور استطاعت ہو تو ضرور لے جائیے، اس لیے کہ وہ اپنے سفر میں محرم رفیق سفر کی محتاج ہوتی ہیں اور خدا معلوم آئندہ انہیں کوئی محرم ملے یا نہ ملے، اس لیے حق رفاقت کا تقاضہ ہے کہ اللہ کی بندیوں کو بھی اس سفر میں ساتھ لیجئے، تاکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات واکرام سے فائدہ اٹھا سکیں، ان خیالات کی تشہیر بھی کیجئے، لکھنے کی صلاحیت ہو تو مضمون کے ذریعہ، بولنے کی صلاحیت ہو تو تقریر کے ذریعہ، مجلسی گفتگو میں ممتاز ہوں تو اسے موضوع گفتگو بنائیے، ائمہ حضرات مساجد کے منبر ومحراب سے بھی اسلام کے اس اہم رکن کی ادائیگی کے لیے ترغیب دیں، تاکہ مسلمانوں میں جو سستی پائی جاتی ہے وہ دور ہو۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی اس خیر کے کرنے والے کی طرح ہے یعنی وہ بھی ثواب میں برابر کا شریک ہوگا۔ اس لیے اس پیغام کو ہر سطح پر عام کیجئے اور اجر کے مستحق ہو جائیے، نسخہ آسان بھی ہے اور قابل عمل بھی ہے۔

اس سفر محبت وعبادت سے آپ لوٹ کر آئیں گے تو اپنے ساتھ جنت کا تحفہ اور گناہوں سے پاک ہونے کا مژدہ لے کر لوٹیں گے، حج کے اس سفر محبت وعبادت میں آپ نے کعبہ کی تجلیات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، مکہ کی بابرکت سرزمین منی، عرفہ، مزدلفہ، کے وقوف اور جمرات کی رمی نے آپ کے نفس امارہ کو مار ڈالا ہوگا، حب رسول سے سرشار، مسجد نبوی میں ادا کی گئی کم وبیش چالیس وقت کی نمازوں اور مواجہہ شریف کے درود وسلام نے آپ کے اندر جو روحانیت پیدا کی ہے، اس کو پوری زندگی باقی رکھیے، حج کو بدنام نہ کیجئے، کھجور اور زمزم کے ساتھ وہ تحفہ بھی بانٹیے گا: جس میں آپ کو کچھ خرچ کرنا نہیں پڑا ہے، یہ وہ منافع ہیں جن کو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، ان میں سے ایک اللہ پر توکل اور اعتماد کا ہے، آپ کا یہ سفر اللہ کے بھروسے ہی پورا ہے، چلنے کی سکت نہیں تھی، لیکن آپ نے طواف وسعی اللہ بھروسے کر لیا ہے، آپ نے وہاں ساری دنیا سے آئے الگ الگ مسلک اور مشرب کے لوگوں کو دیکھا، سب اپنے اپنے طریقے پر عبادت کرتے ہیں، کوئی کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتا، فروعی مسائل میں اختلاف کے باوجود اتحاد امت کا یہ بڑا سبق حاجی اپنے ساتھ لے کر آتا ہے، ہندوستان کے پس منظر میں خصوصیت سے اس کا تذکرہ کرنا چاہیے، اس کے علاوہ تحمل اور برداشت جن کا مظاہرہ قدم قدم پر آپ نے کیا اور دوسروں کو کرتے دیکھا، اسے بھی لوگوں میں بانٹیے، تعصب سے پاک سماج اور خالص اللہ کی عبادت کا پیغام بھی حج کا خاص تحفہ ہے، جو اللہ کی میزبانی میں آپ کو عطا ہوا ہے، حج کے اس سفر کا بڑا فائدہ انسان کے اندر سے امتیاز کی بیماری کو ختم کرنا ہے، سلے ہوئے کپڑے کے ڈیزائن سے امتیاز پیدا ہوتا ہے، احرام کے دو بغیر سلے ہوئے کپڑے، کفن کی طرح پہن کر تمام عازمین میں یکسانیت پیدا کر دی گئی، لبیک کا ترانہ عربی میں پڑھ کر زبان کا امتیاز، منی عرفہ کے خیموں میں ٹھہر کر مکان کا امتیاز ختم کرایا گیا اور مزدلفہ میں کھلے آسمان کے نیچے رات گذار کر ایسے غریبوں کی پریشانیوں کا احساس جن کے سر پر چھت نہیں ہے، آپ نے کیا ہے، اس احساس کی قدر کیجئے، خود بھی عمل کیجئے اور دوسروں تک بھی پہونچائیے۔

اچھی باتیں

”ہزار چاہنے والوں سے ایک نبھانے والا بہتر ہوتا ہے ☆ زندگی میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو وعدے تو نہیں کرتے پر بہت کچھ نبھا جاتے ہیں ☆ اگر نیتوں کا اثر چہروں پر نظر آنے لگے تو ہمارے سماج کا ہر فرد نقاب لگانے پر مجبور ہو جائے ☆ کسی کو دوست بنانے سے پہلے اپنے دل میں ایک قبرستان بنا لو تاکہ اس کے عیب کو دفن کر سکو ☆ تم کلمہ پڑھتے پڑھتے اسلامی اخلاق تک پہونچو لوگ تمہارے اخلاق کو دیکھ دیکھ کر کلمہ تک پہونچ جائیں گے۔“ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

”ذات، پات ہندوستانی سماج کی ایک سچائی ہے، اسے منہ موڑنے کا کوئی مطلب نہیں، یہ سمجھا جانا چاہے کہ ذات کی بنیاد پر مردم شماری مضبوط منصوبہ بندی میں معاون بنے گی اور معاشی اعتبار سے بچھڑے ان ذاتوں کی حقیقی تصویر ہمارے سامنے آئے گی، جن کے بارے میں عام تصور یہ ہے کہ سرکاری منصوبوں سے وہ صحیح طور پر مستفید نہیں ہو پا رہے ہیں، لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ذات کی بنیاد پر مردم شماری سے ذات کی بنیاد پر سیاست کو فروغ ملے گا، اور ہمارے پاس ذات برادری کی عصبیت کو کم کرنے کا کوئی موقع نہیں ہوگا۔“ (منقول)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

زندہ قومیں خوف کے ماحول میں نہیں رہتیں

"اور اس وقت کو یاد کرو جب تم زمین پر تھوڑے تھے اور کمزور تھے، تمہیں ڈر لگا رہتا تھا کہ لوگ تمہیں اچک لیں گے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اطمینان بخش ٹھکانا دیا اور اپنی مدد سے تمہیں قوت دی اور پاکیزہ رزق دیا تا کہ تم اس کا شکر بجالاؤ"
(سورہ انفال، آیت: ۲۶)

وضاحت: انسانی زندگی میں مختلف قسم کے حالات پیش آتے ہیں، کبھی انسان فتح و نصرت سے ہمکنار ہوتا اور کبھی شکست و ہزیمت سے دوچار ہوتا ہے، ہر دو حالات میں مومن بندہ کو رب کائنات سے اپنے رشتہ کو استوار رکھنا چاہئے، مکی زندگی میں صحابہ کرام تعداد میں کم تھے اور قوت میں بھی ہر وقت یہ خطرہ لگا ہوا تھا کہ دشمن ان کو نوچ کھسوٹ لیں گے، لیکن جب وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہاں بہترین ٹھکانا عطا کیا اپنی تائید و نصرت سے ان کو قوت و طاقت اور دشمنوں پر فتح عطا فرمائی، غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اس امت کی تاریخ مصائب و آلام سے بھری ہوئی ہے، تاریخ میں ایسی مثالیں ملتی ہیں مسلمان اغیار کی سازشوں کے شکار بن گئے، حالات ایسے ناگفتہ بن گئے کہ کھلی ہوئی فضاؤں میں سانس لینا دشوار ہو گیا تھا لیکن پھر اللہ نے ایسے صاحب عزیمت اور بلند حوصلہ اشخاص کو پیدا کیا جنہوں نے وقت کے دھارے کو موڑ دیا، ہوا کے رخ کو بدل دیا جس سے امن و سکون کا ماحول بن گیا اس لئے موجودہ حالات سے نہ گھبرائے اور نہ ہی مرعوبیت کا شکار ہوئے، بلکہ اپنے اندر بلندی، خودداری، طاقت و استحکام پیدا کیجئے، کسی پر بے جا اعتماد کرنے کے بجائے اپنے مالک حقیقی پر بھروسہ رکھئے اور ہر حال میں عقل و ہوشمندی، صبر و ضبط، حزم و احتیاط کے ساتھ انجام کار پر نظر رکھے، اللہ نے اس امت کو پست ہمت اور مرعوب ہونے کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے، نہ کسی سے ڈریئے اور نہ خوف کھائے، بس اپنے رب سے ڈریئے اور اسی سے لو لگایئے، کیونکہ یہ امت اس دنیا میں خدا کا آخری پیغام ہے، ہمارے مخدوم امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ نے ۱۵ ؍اپریل ۲۰۱۸ء کو گاندھی میدان میں ملت کو خوف کے ماحول سے نکل کر اپنی زندگی گذارنے کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ "زندہ قومیں خوف کے ماحول میں نہیں رہتیں، وہ جان دے کر اپنی تاریخ بناتی ہیں، وہ نظم و ضبط کے ساتھ زندگی گذارتی ہیں، انہیں اپنے قائدین پر لازوال اعتماد ہوتا ہے اور وہ ملت کی زندگی کے لئے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتی ہیں، آپ کو ان چیزوں سے سبق لینا چاہئے (خطبہ صدارت) قلت تعداد اور قلت ساز و سامان سے بھی دل چھوٹا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ذرا سوچئے کہ عہد نبوت میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی لیکن ان کا ایمان کس قدر مضبوط تھا کہ اس کا ایک فرد سیکڑوں پر بھاری ہوا کرتا تھا، اسلئے قلت اور کثرت کے چکر میں پڑنے کے بجائے اپنے رب سے اپنا رشتہ استوار رکھئے، کردار سازی پر توجہ دیجئے، نبی آخری الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رجال کار تیار کئے تھے جس کی وجہ سے اس ملت کی ایک شناخت قائم تھی، ہماری یہ پہچان مٹتی جا رہی ہے، دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت پیدا ہو رہی ہے، جب تک اعلیٰ اخلاق و کردار سے مزین نہیں ہوں گے ہماری شناخت قائم نہیں ہوگی، دوسری بات یہ کہ یہ وقت حالات پر ماتم کرنے یا ایک دوسرے کی کوتاہوں پر تنقید و تبصرہ کا نہیں ہے، بلکہ اس وقت ملت کی کشتی کو موجوں سے نکال کر ساحل پر لانے کا ہے، اس لئے اپنی منتشر قوموں کو مجتمع کیجئے اور کثرت رائے سے ملت کے لئے کوئی راہ عمل طے کیجئے۔

جہاں میں عمل کی عملداریاں ہیں
سخن پروری کا زمانہ نہیں ہے

آیئے! ہم عہد کریں کہ مضبوط قوت ارادی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کریں گے اور ایک زندہ اور بیدار ملت کی حیثیت سے زندگی گذاریں گے۔ وما توفیقی الا باللہ

رنج و غم کے وقت صبر کرو

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو جو اپنے بچہ کی موت پر رو رہی تھی سمجھایا، مگر وہ نہ مانی، بعد کو جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو معذرت کرنے آئی اور صبر کا کلمہ ادا کیا، آپ نے فرمایا کہ صبر صدمہ کے شروع میں کرنا چاہئے" (ابوداؤد شریف)

مطلب: موجودہ دنیا آزمائش کی دنیا ہے، کبھی انسان پر خوف و دہشت کی کیفیت طاری ہوگی، کبھی وہ مسائل و مشکلات کی سنگلاخ وادیوں میں گھرے گا، ایسے تمام موقعہ پر اپنے آپ کو راہ راست پر قائم رکھنے کے لئے صبر کی طاقت درکار ہوتی ہے، اعتدال و توازن کے ساتھ حالت کا مقابلہ کرنا دانشمندانہ طریقہ عمل ہے کسی بھی مرحلہ میں قلب کو خدا کی یاد سے غافل نہ ہونے دیجئے، اگر کسی کے گھر میں میت ہو جائے تو اس وقت بھی صبر و برداشت کے دامن کو تھامے رہنا چاہئے، منہ پر تھپڑ مارنا اور سینہ کوبی کرنا مومن کا شیوہ نہیں، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جو شخص گریباں بن پھاڑتا ہے اور گالوں پر طمانچے مارتا ہے اور جاہلیت کی طرح چیختا چلاتا ہے وہ میری امت میں سے نہیں ہے، ہاں کسی عزیز و رشتہ دار کی موت پر غم کے آنسو کا بہہ جانا یہ ایک فطری تقاضا ہے، جو انسانی اختیار سے باہر ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم نے جب وفات پائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو کے چند قطرے نکل پڑے اور فرمایا کہ اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں، لیکن زبان سے وہی نکلے گا جو رب کی مرضی ہے، یہ گویا غیر اختیاری عمل ہے، جس پر کوئی نکیر نہیں، لیکن میت پر رونے و نوحہ خوانی کی قطعاً اجازت نہیں ہے، اس وقت صبر سے کام لیں اور اللہ کی طرف رجوع ہوں، صبر کا موقع حادثہ کے شروع ہی میں ہے، یہ نہیں کہ شروع میں خوب رو پیٹ لیا جائے اور پھر آخر میں مجبوری کا صبر کیا جائے، اللہ فرماتے ہیں کہ اچھے مسلمان وہ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پیش آئے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے "قالوا انا لِلّٰہِ و انا الیہ راجعون" اسی لئے مسلمانوں میں دستور ہے کہ جب غم کی کوئی خبر سنتے ہیں تو اناللہ پڑھتے ہیں، علامہ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ تقدیر کا عقیدہ غم کا چارہ کار ہے جو کچھ ہوا خدا کے حکم اور مصلحت سے ہوا، یہ اسلام کی حکیمانہ تعلیم ہے اور اس تعلیم کا فائدہ بھی قرآن نے بتا دیا کہ "لکیلا تاسوا علی مافاتکم" تا کہ تمہارے ہاتھ سے جو جاتا ہے اس پر غم نہ کرو، یہی ہے مومنانہ شان جس کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

کیا عورت کے لئے حالت احرام میں سفید کپڑا لازم ہے؟

س: (۱) بوقت احرام عورتیں سفید کپڑے میں احرام باندھتی ہیں، جس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ عورتوں کے لئے احرام میں سفید کپڑا ہی لازم ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ یا وہ کسی بھی رنگین کپڑے میں احرام باندھ سکتی ہیں؟ (۲) موزہ اور جوتا پہن سکتی ہیں یا نہیں؟

ج: حالت احرام میں عورتوں کے لئے سفید رنگ کی کوئی تخصیص نہیں ہے، وہ کسی بھی رنگین کپڑے میں احرام باندھ سکتی ہیں، اسی طرح موزہ اور جوتا پہن سکتی ہیں: "عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما أنہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی النساء فی احرامھن عن القفازین و النقاب ومامس الورس و الزعفران من الثیاب ولتلبس بعد ذالک ماأحبت من الوان الثیاب معصفرا أو خزا او حلیا او سراویل أو قمیصا او خفا" (السنن لابی داؤد مایلبس المحرم: ۱؍۲۵۴)

حالت احرام میں عورتوں کا زیور پہننا اور میک اپ کرنا

س: حالت احرام میں عورتیں زیور اور چوڑیاں پہن سکتی ہیں اور میک اپ کر سکتی ہیں یا نہیں؟

ج: حالت احرام میں عورتوں کے لئے زیورات اور چوڑیاں پہننے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، البتہ میک اپ کا سامان کریم اور پاؤڈر وغیرہ میں عموماً خوشبو کا استعمال ہوتا ہے اور حالت احرام میں خوشبودار چیزوں کے استعمال سے جنایت لازم ہوتی ہے اور بہت سی صورتوں میں دم واجب ہوتا ہے، اس لئے عورتوں کے لئے بحالت احرام ان چیزوں سے احتراز لازم و ضروری ہے:

"عن عبد اللہ بن عمر عن نافع ان نساء عبد اللہ بن عمر وبناتہ کن یلبسن الحلی وھن محرمات" (المصنف لابن ابی شیبۃ: ۴؍۳۶۷) "الواجب دم علی محرم بالغ... ولو ناسیا... ان طیب عضوا، قولہ: (ان طیب) أی المحرم عضوا ای من اعضائہ کالفخذ و الساق والوجہ و الراس لتکامل الجنایۃ بتکامل الارتفاق" (الدر المختار مع رد المحتار: ۳؍۵۷۳)

طواف وداع سے قبل عورت کا حائضہ ہونا

س: ایک عورت حج کے تمام ارکان کی ادائیگی سے فارغ ہوگئی، وطن واپسی میں تین دن باقی تھا کہ حیض آگیا اور طواف وداع نہیں کر سکی اور طواف وداع کئے بغیر وطن گئی تو ایسی حالت میں اس پر کیا حکم ہے؟

ج: طواف وداع واجب ہے، لیکن حیض و نفاس والی عورت پر واجب نہیں ہے، اگر کوئی عورت دیگر ارکان کی ادائیگی کے بعد مکہ سے روانگی سے پہلے حائضہ ہو جائے اور مکہ کی آبادی سے باہر نکلنے کے وقت تک پاک نہ ہو سکے تو اس پر طواف وداع واجب ہی نہیں، اس عذر کی وجہ سے یہ وجوب ساقط ہو جاتا ہے:

"المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط للملا علی القاری میں لکھا ہے: "ولایجب علی المعتمر... (ولاعلی أھل مکۃ)... (والحائض و النفساء) لعذرھما" (ص: ۱۶۸) (وان جاوزت) جدران مکۃ (ثم طھرت فلم یلزمھا) ای الطواف أو العود... فلایلزمھا العود ولا الدم" (ص: ۱۶۹) اور امام نوویؒ نے مناسک میں لکھا ہے: "ولایجب طواف الوداع علی الحائض و النفساء ولادم علیھما" (ص: ۴۵)

(۲) دوسری بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ طواف زیارت کے بعد اگر کوئی حاجی نفلی طواف بھی کرے تو اگرچہ طواف وداع کی نیت نہ کی ہو، طواف وداع ہو جائے گا، ملا علی قاری کی مناسک میں مذکور ہے: "(فلو طاف الزیارۃ طوافا) ای ایّ طواف کان (یکون عن الصدر) ای یقع عنہ ای سواء نواہ أم لا" (ص: ۱۶۸)

(۳) واضح رہے کہ ایسا ہی حادثہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ پیش آیا تھا انہیں طواف زیارت کے بعد حیض آیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بغیر طواف وداع واپسی کی اجازت دیدی (صحیح بخاری: ۱؍۲۳۷) (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳؍۲۵۲)

دوران سعی حیض آجائے...؟

س: ایک عورت جو طواف سے فارغ ہو کر سعی کر رہی تھی اسی درمیان اس کو حیض آگیا تو اب وہ کیا کرے؟

ج: سعی کے لئے طہارت شرط نہیں ہے، لہذا جب سعی کے دوران حیض آجائے تو اسی حالت میں سعی کو مکمل کرے، سعی صحیح ہو جائے گی: "وان سعیٰ جنبا أو حائضا أو نفساء فسعیہ صحیح" (الفتاوی الھندیۃ: ۱؍۲۴۷)

دوران عدت حج و عمرہ کا سفر

س: ایک خاتون جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا وہ دوران عدت عمرہ یا حج کے سفر پر جا سکتی ہے یا نہیں؟

ج: دوران عدت عورت کا حج یا عمرہ کے سفر میں جانا شرعاً جائز نہیں ہے، اس لئے وہ حج و عمرہ کے سفر کو مؤخر کرے، عدت کے ایام مکمل ہونے کے بعد ہی سفر کرے: "المعتدۃ لاتسافر لا للحج ولا لغیرہ" (الفتاویٰ الھندیہ: ۱؍۵۳۵)

سفر حج کے دوران اگر شوہر کا انتقال ہو جائے...؟

س: سفر حج کے دوران اگر کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو وہ کیا کرے گی، حج و عمرہ کے افعال کرے گی یا نہیں؟

ج: سفر حج میں کسی خاتون کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور اس نے ابھی احرام نہیں باندھا ہے اور اس کے لئے وطن واپسی ممکن ہے تو اپنے وطن واپس جا کر عدت گزارے اور اگر احرام باندھ چکی ہے یا واپسی کا سفر دشوار ہے تو وہ ایام عدت میں حج و عمرہ ادا کر لے (جدید مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے، ص: ۱۷۱، دسواں فقہی سمینار، منعقدہ: حج ہاؤس ممبئی)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 21 مورخہ ۵/شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۶/جون ۲۰۲۲ء روز سوموار

مودی جی کی حکمرانی کے آٹھ سال

مرکز میں بھاجپا کی حکومت اور مودی کے وزیر اعظم بنے ہوئے آٹھ سال مکمل ہو چکے ہیں، ان آٹھ سالوں کو ہندوستانی جمہوریت کی تباہی کے طور پر دیکھا جا رہا ہے، راج کوٹ میں وزیر اعظم نریندر مودی اپنی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ میں نے ان آٹھ سالوں میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے ہندوستان کے شہریوں کا سر شرم سے جھکے، مودی جی کی شبیہ ملک اور بیرون ملک میں جملہ باز اور لمبا پھینکنے کی رہی ہے، اس پھینکنے میں حقائق سے دور باتیں کہنے کی ان کی عادت پُرانی ہے، اس لیے عام لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جو کچھ "من کی بات" میں کہیں یا تقریر کریں تو سامعین کو اپنی معلومات کی روشنی میں اس کا موازنہ اور مقابلہ کر لینا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اس کو بعینہ نقل کر دیں اور اہل علم وتحقیق اور مؤرخین آپ کا مذاق اڑانے لگیں۔

مودی جی نے ان آٹھ سالوں میں جمہوری اقدار کو توڑنے اور کمزور کرنے کا جو کام کیا ہے، فرقہ پرست طاقتوں نے نفرت کی کھیتی کو جس طرح پروان چڑھایا وہ ان کے دور اقتدار کی خاص بات ہے، ماب لنچنگ اور دوسرے معاملات وواقعات پر ان کی خاموشی اور زبان بندی نے فرقہ پرستوں کے حوصلے بلند کیے اور سڑک سے لے کر ٹرینوں تک میں نفرت کے سوداگروں نے سفر کو غیر محفوظ اور پریشان کن بنا دیا، جو مقیم ہیں ان کے گھروں پر بلڈوزر چل رہا ہے، آپ کو یاد ہوگا کہ مودی جی کے دور میں ہی کالے دھن کو واپس لانے اور پندرہ، پندرہ لاکھ ہر شہری کے کھاتے میں ٹرانسفر کی بات ہوئی تھی، اس لمبے جملے پر تو کام نہیں ہوا، لیکن کالے دھن کو برآمد کرنے کے نام پر جو نوٹ بندی کا کام کیا گیا، اس نے چھوٹے صنعت کاروں، مزدوروں اور غریبوں کی کمر توڑ کر رکھ دی، کتنی بچیوں کے ہاتھ پیلے ہونے سے رہ گیے، مارکیٹ سے رقم غائب ہوگئی تو طلب ورسد (ڈیمانڈ اور سپلائی) کا توازن بگڑ گیا اور بڑی تعداد میں لوگ بھوک مری کے شکار ہوئے، لطیفہ یہ ہے کہ ایک ہزار کے نوٹ بند کر کے دو ہزار کے نوٹ چھاپے گیے تاکہ کالے دھن کو چھپانے میں سہولت ہو، اب یہ اس طرح چھپا لیا گیا کہ اس کی صورت بھی نظر ہیں آتی، نئے ڈیزائن اور نئے سائز کے نوٹ چھاپے گیے، لیکن وہ اپنی خوبصورتی اور جمالیات میں پُرانے نوٹوں کے مقابل انتہائی بھدے اور بد نما دکھائی دیتے ہیں۔ مودی جی کے دور میں ہی کورونا کی وبا آئی اور اس سے نمٹنے کے جو انتظام کیے گیے، تالی اور تھالی پیٹی گئی، چراغاں کر کے فضائی آلودگی میں اضافہ کیا گیا، اس کی وجہ سے لاکھوں لوگوں کو اپنی جان گنوانی پڑی، سڑکوں پر لوگ گھسٹ گھسٹ کر مر گیے، ان میں بڑے بوڑھے، عورت مرد سبھی شامل تھے، دوائیوں کی قیمت آسمان کو پہونچ گئی، آکسیجن کے سلنڈر بازار سے غائب ہو گیے، اور لوگ تڑپ تڑپ کر مرنے پر مجبور ہوئے، آخر رسومات کی ادائیگی میں جو پریشانی ہوئی اور جس طرح انسانی لاشوں کو کتے گیدر اور جنگلی جانوروں نے کھایا، دریا میں جس طرح بہایا گیا وہ انسانیت کو شرمسار کرنے کے لئے کافی تھا۔

مودی جی کے دور میں جی اس ٹی نے جس طرح رلایا، پیاز اور ٹماٹر کی چھوڑیے، پٹرول، ڈیزل اور غذائی اجناس کے دام جس تیزی سے بڑھے اس کی کوئی دوسری نظیر ماضی قریب میں نہیں ملتی، آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

مودی جی کے دور میں ہی چین کی فوجیں ہمارے ملک میں گھس آئیں اور ایسا ۱۹۶۲ء کے بعد پہلی بار ہوا، چین ایک پل بھی بنا رہا ہے اور سٹلائٹ سے لی گئی تصویر کی مانیں تو بڑے علاقے پر اس کا قبضہ آج بھی ہے، یہ وہ معاملات وواقعات ہیں، جن کو پڑھ کر اور دیکھ کر ہر ہندوستانی کا سر شرم سے جھک جاتا ہے، بے روزگاری جس طرح بڑھی ہے اس سے نوجوانوں کا مستقبل تاریک نظر آتا ہے، اس کے باوجود مودی جی دعویٰ کر رہے ہیں کہ کسی شہری کا سر شرم سے نہیں جھکا تو اسے بے شرمی کی انتہا کہنا چاہیے۔

بہار میں علاج ومعالجہ کی حالت زار

مرکزی وزارت صحت اور خاندانی فلاح وبہبود نے حال ہی میں ۳۱/ مارچ ۲۰۲۱ء تک کے جو اعداد وشمار بہار کے سلسلہ میں جاری کیے ہیں، اس کے مطابق ضلع اسپتالوں میں ۳۶/ فی صد اور سب ڈویزن اسپتالوں میں ۲۶/ فی صد ڈاکٹرس کی جگہ خالی پڑی ہوئی ہے، ضلع اسپتال میں ۸۷۲ عہدے بحالیوں کے انتظار میں ہیں، سب ڈویزنوں میں ۱۹۹۵ عہدے منظور ہیں، لیکن بحالیاں صرف پانچ سو سینتالیس (۵۴۷) عہدوں پر ہی ہے، ڈاکٹروں کے علاوہ پارا میڈیکل عملہ کی بھی نصف سے زائد جگہیں خالی ہیں، ضلع اسپتالوں میں پارا میڈیکل عملہ کی کل آٹھ ہزار دو سو آٹھ (۸۲۰۸) منظور شدہ جگہیں ہیں، جن میں ابھی صرف تین ہزار بیس (۳۰۲۰) لوگ ہی کام کر رہے ہیں، سب ڈویزنوں کا حال بھی بُرا ہے یہاں چار ہزار چار سو عہدوں کے مقابل صرف دس سو چھپن (۱۰۵۶) افراد کام سے لگے ہوئے ہیں۔

دیہی علاقوں میں آبادی کے حساب سے ۵۳/ فی صد سب سنٹر (S.C) ۴۷/ فی صد ابتدائی طبی مراکز (PHC) نیز ۶۶/ فی صد کمیونٹی طبی مراکز (CHC) کی کمی ہے، جب کہ آبادی کے اعتبار سے اکیس ہزار نو سو تینتیس (۲۱۹۳۳) سب سنٹر (S.C) تین ہزار چھ سو سینتالیس (۳۹۴۷) ابتدائی طبی مراکز (PHC) اور نو سو گیارہ کمیونٹی طبی مراکز (CHC) ہونے چاہیے تھے، ایسا بھی نہیں ہے کہ حکومت کی توجہ شہری حلقوں پر زیادہ ہے، یہاں بھی ابتدائی طبی مراکز تین سو ایک (۳۰۱) ہونے چاہیے، لیکن موجود صرف ایک سو دو (۱۰۲) ہے مطلب یہاں بھی ایک سو ننانوے (۱۹۹) یعنی ۶۶/ فیصد کی کمی ہے۔

یہ بات قابل اطمینان ہے کہ ۲۰۲۰ء کے مقابلے ۲۰۲۱ء میں حکومت نے سدھار کرنے کی کوشش کی ہے۔ کورونا کے زمانہ میں مختلف عہدوں پر مستقل اور زیادہ تر ٹھیکے پر بحالیاں ہوئی ہیں، لیکن اب بھی اس سمت میں حکومت کو توجہ دینے کی ضرورت ہے، یہ بنیادی کام ہے، جس پر توجہ کی بات نتیش جی کرتے رہے ہیں، بجلی، تعلیم اور صحت حکومت کی سات ترجیحات میں شامل ہے، لیکن ادھر دیکھنے میں آ رہا ہے کہ حکومت سیاحت کے مقام کو پُر کشش بنانے پر زیادہ توجہ دے رہی ہے، حالانکہ محکمہ صحت، بہار حکومت کی توجہ کا زیادہ حقدار ہے۔

جسم فروشی پر عدالت کا فیصلہ

جسم فروشی پر سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے نے ملک کے باشندوں کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے، یہ فیصلہ ۲۶/ مئی ۲۰۲۲ء کو سپریم کورٹ کی سہ نفری بینچ نے جس میں جسٹس ایل ناگیشور راؤ، جسٹس بی آر گوئی اور جسٹس اے ایس لونیا شامل تھے، سنایا ہے، اس فیصلہ میں معزز جج صاحبان نے جسم فروشی کو ایک پیشہ تسلیم کیا ہے، اور طوائف بننے کو غیر قانونی نہیں قرار دیا ہے، بلکہ انہیں جنسی کارکن (سیکس ورکر) مان کر ان کے حقوق کے تحفظ اور ان کو پریشان نہ کرنے کا فیصلہ سنایا ہے اس کے ساتھ چھ ہدایات بھی دی ہیں، عدالت نے صرف کوٹھا چلانے کو جرم مانا ہے، اگر کوئی اپنی مرضی سے اپنے گھر میں یا ہوٹل میں جسم فروشی کرتا یا کرتی ہے تو یہ قابل گرفت جرم نہیں ہے۔ کیوں کہ دستور کی دفعہ ۲۱/ کے تحت باعزت زندگی گذارنے کا اختیار اس کو ہے، عدالت کی نظر میں طوائف اور گیگولو (GIGOLO) سے جڑے لوگوں کو بھی باعزت زندگی گذارنے میں کسی کو رکاوٹ نہیں بننا چاہیے، کیوں کہ سیکس ورکر بھی عزت اور تحفظ کے حق دار ہیں۔

عدالت نے ذرائع ابلاغ کو بھی ہدایت دی ہے کہ وہ کوٹھوں پر چھاپہ مارتے وقت گرفتار (جنسی کارکن) سیکس ورکروں کی تصویریں شائع نہ کریں، پولیس کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ طوائفوں سے باعزت طور پر پیش آئیں، اور ان کا جنسی استحصال نہ کریں، عدالت کو دفعہ ۱۴۲/ کے تحت جو خصوصی اختیارات حاصل ہیں، اس کے تحت یہ فیصلہ سنایا گیا ہے۔

ذہن میں یہ بات بھی رہنی چاہیے کہ ایک سروے کے مطابق پورے ہندوستان میں گیارہ سو کے قریب طوائفوں کی منڈی (ریڈ لائٹ ایریا) ہے جن میں اٹھائیس (۲۸) لاکھ عورتیں جنسی کارکن کے طور پر کام کرتی ہیں، گیلولو (مرد طوائف) کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

اس سے قبل ایک فیصلے میں عدالت نے بیوی کی مرضی کے بغیر جنسی تعلق کو زنا بالجبر کے درجہ میں رکھ دیا تھا، یعنی کوئی شوہر اپنی بیوی سے بغیر اس کی مرضی کے جسمانی تعلق قائم نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کا یہ عمل قابل مواخذہ ہوگا۔

بہت پہلے سے طوائفوں کا یہ مطالبہ تھا کہ جسم پر میری مرضی چلے گی، کسی دوسرے کی نہیں، اس کے لیے جلوس نکالے گیے تھے اور مظاہرے بھی ہوئے تھے، سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ ان کے اس مطالبہ کو تسلیم کر لینے کے مترادف ہے، سپریم کورٹ کے اس فیصلے سے برسوں سے چلی آ رہی تہذیبی اقدار اور مذہبی فکر کو سخت نقصان پہونچا ہے۔

اس سلسلہ میں اسلام کی سوچ بہت واضح ہے کہ ہمارا جسم ہمارا نہیں اللہ کی طرف سے امانت ہے، اس لیے ہمارے جسم پر صرف اللہ کے بنائے ہوئے قوانین ہی نافذ ہوں گے، جنسی تعلق قائم کرنے کے جو اصول شریعت اسلامیہ نے ہمیں دیے ہیں، وہ مرد کی ضرورت اور عورت کی عفت وعصمت کی حفاظت کے لیے انتہائی ضروری ہیں، اس کے خلاف اٹھایا گیا کوئی قدم سماج کو غلاظت کے ڈھیر میں دھکیلنے جیسا ہوگا۔

یو پی ایس سی امتحان کے نتائج

یونین پبلک سروس کمیشن نے سول سرویز امتحان ۲۰۲۱ء کے نتائج جاری کر دیے ہیں، اول، دوم سوم مقام حاصل کر کے لڑکیوں نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ وہ پڑھنے اور تیاری کے معاملے میں لڑکوں سے کہیں آگے ہیں، چھ سو پچاسی کامیاب امیدواروں میں پانچ سو آٹھ (۵۰۸) مرد اور ایک سو ستتر (۱۷۷) خواتین شامل ہیں، طبقاتی طور پر دیکھیں تو عام زمرہ (جنرل کیٹگری) سے دو سو چوالیس (۲۴۴) معاشی اعتبار سے پسماندہ تہتر (۷۳) پسماندہ طبقات سے دو سو تین (۲۰۳) درج فہرست ذات کے ایک سو پانچ (۱۰۵) اور درج فہرست قبائل کے ساٹھ (۶۰) امیدوار شامل ہیں، تئیس (۲۳) مسلم امیدوار بھی کامیاب ہوئے ہیں، جن کا تناسب کامیاب امیدواروں میں صرف تین (۳) فی صد ہے، ایک سو آٹھ (۱۰۸) رینک تک کوئی مسلمان نہیں ہے، کامیاب امیدواروں میں اریبہ نعمان ایک سو نو (۱۰۹) رینک لا کر سب سے اوپر ہیں، جب کہ چھ سو رینک لا کر انور حسین مسلم امیدواروں میں سب سے نیچے پائیدان یعنی تئیسویں (۲۳) نمبر پر ہیں، اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ سول سروسز امتحان میں کامیاب امیدواروں کی تعداد مسلسل گھٹتی جا رہی ہے، اور اس بار کامیابی کا تناسب گذشتہ دس (۱۰) سالوں میں سب سے کم ہے، گذشتہ سال یعنی ۲۰۲۰ء میں یہ تعداد اکتیس (۳۱) تھی جو مجموعی طور پر کامیاب امیدواروں میں ۴.۷۰/ فی صد تھی۔ ۲۰۱۹ء میں بیالیس (۴۲) ۲۰۱۸ء میں ستائیس (۲۷) ۲۰۱۶ء میں باون (۵۲) ۲۰۱۷ء میں پچاس (۵۰) ۲۰۱۵ء میں چونتیس (۳۴) ۲۰۱۴ء میں اڑتیس (۳۸) ۲۰۱۳ء میں چونتیس (۳۴) ۲۰۱۲ء میں (۳۰) ۲۰۱۱ء میں اکتیس (۳۱) مسلم امیدواروں نے کامیابی حاصل کی تھی، دس سال پہلے ۲۰۱۰ء میں صرف اکیس (۲۱) امیدوار کامیاب ہوئے تھے، جن میں کشمیر کے شاہ فیصل نے اول پوزیشن حاصل کی تھی، بعد میں انہوں نے سول سروسز سے استعفیٰ دے کر سیاست کرنی شروع کی تھی، لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے اور خبر ہے کہ انہوں نے دوبارہ سول سروس میں واپسی کی ہے۔

ہمارا دیرینہ مطالبہ رہا ہے کہ ہمیں دس فی صد نمائندگی ملنی چاہیے، لیکن کامیابی کا تناسب تین فی صد ہوگا تو دس فی صد کس طرح سول سروس میں جا سکیں گے، ہمیں معلوم ہے کہ قلم ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے، جن کے منصوبوں میں ہماری نمائندگی کم کرنا شامل ہے، اس کے باوجود ہمارے طلبہ وطالبات کو غیر معمولی محنت کر کے بھر پور صلاحیتوں کے ساتھ آگے آنا چاہیے، ساٹھ فی صد صلاحیت کے مقابل اسی نوے فی صد صلاحیت ہمارے بچوں کے پاس ہوگی تبھی وہ مقابلاتی دور میں آگے بڑھ سکیں گے، ہیوی ایکسٹرا صلاحیت کو دبا دینا کسی کے بس میں نہیں ہوتا، عامر سبحانی، شاہ فیصل، اے پی جے عبد الکلام کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، ان حضرات کی ترقیات صرف ان کی غیر معمولی صلاحیتوں کی دین ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا مقصود عالم قاسمیؒ

پورے ایک سال بیت گیے، ٢/ مئی ٢٠٢١ء بروز اتوار مطابق ١٩/ رمضان ١٤٤٢ھ شام کے ساڑھے پانچ بجے حاجی پور کے معروف عالم دین، سماجی کاموں کی جان، نون گولہ مسجد کے امام مولانا مقصود عالم قاسمی نے اس دنیا کو الوداع کہا تھا، ظاہری سبب برین ہیمر یج تھا، پٹنہ کے میداز ہوسپیٹل میں بھرتی کرایا گیا تھا، لیکن جاں بر نہیں ہو سکے، جنازہ کی نماز ٣/ مئی بروز سوموار دن کے دو بجے ان کے بھتیجہ حافظ محمد ارشاد نے کربلا واقع جڑھوا، حاجی پور کے میدان میں پڑھائی اور کربلا ہی کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، مولانا لاولد تھے، پس ماندگان میں اہلیہ اور سات بھائیوں اور ان کی اولاد واحفاد کو چھوڑا۔

مولانا مقصود عالم بن حاجی امام بخش انصاری (م ٢٠١٦ء) بن عبد الحکیم (م ١٩٩١ء) کی ولادت ٨/ اپریل ١٩٦٣ء کو حاجی پور کے محلہ چھپی ٹولہ، چوہٹہ نزد آراین کالج حاجی پور میں ہوئی، ابتدائی تعلیم، فیض العلوم گول مری (ساکچی) جمشید پور میں حاصل کیا، ١٩٨٠ء تک یہیں قیام پذیر رہے، ١٩٨١ء میں انہوں نے جامع العلوم مظفر پور میں داخلہ لیا، حفظ کی تکمیل کے بعد عربی کی ابتدائی تعلیم یہیں سے حاصل کی، ١٩٨٨ء تک یہاں قیام رہا، پھر سال کے اخیر میں اعلیٰ تعلیم کے لیے دار العلوم دیو بند تشریف لے گیے، اور ١٩٩٣ء میں فراغت حاصل کی، تدریسی زندگی کا آغاز انہوں نے ١٩٩٤ء میں حاجی پور واقع مدرسہ انجمن اسلامیہ فلاح المسلمین سے کیا، اور ١٩٩٧ء تک اسے تعلیمی اور تعمیری اعتبار سے ترقی سے ہم کنار کرنے میں مصروف رہے، لیکن جلد ہی وہ حاجی پور کی سیاست کے شکار ہو گیے اور انہوں نے اس ادارہ سے قطع تعلق کر لیا، امامت کے فرائض نون گولہ مسجد میں ادا کرتے رہے اور تقریبا تیس سال بلکہ آخری دم تک پوری دل جمعی اور مستعدی کے ساتھ کیا، شہر کی سماجی، تعلیمی اور مذہبی پروگراموں میں شرکت بھی کرتے اور خود بھی انعقاد کراتے، بعض موقعوں پر مجھے بھی یاد کرتے اور میری تقریر کرواتے۔ علاقہ کے مدارس خصوصا مدرسہ فردوس العلوم لعل گنج کے بڑے معاون تھے، حاجی پور میں انہوں نے اس کے معاونوں کا مضبوط حلقہ تیار کر دیا تھا، وہ متمول خاندان کے چشم و چراغ تھے، شہر میں ان کی کپڑے کی دوکان آج بھی مشہور ہے، بھائیوں میں اتحاد واتفاق مثالی تھا، اس لیے مشترکہ خاندان کے ساتھ ہی انہوں نے زندگی گذار دی، ان کے تعلقات سسرال اور نانی ہال دونوں جگہ مضبوط تھے، ان کی نانی ہال نون گولہ حاجی پور ہی میں تھی، نانا کا نام محمد ہاشم تھا، سسرال شیتل پور سارن میں تھا، سسر کا نام محمد نظام (م ٢٠١٨ء) تھا، شادی ١٩٨٨ء میں ہوئی تھی۔

ویشالی ضلع میں عازمین حج کا تربیتی پروگرام وہ بہت پابندی سے کرتے تھے، ان کی سہولتوں کا پورا خیال رکھتے، مضبوط ضیافت کرتے، ہم لوگ بھی مدعو ہوتے، تربیتی گفتگو کا موقع مجھے بھی دیتے اور سراہتے۔

واقعہ یہ ہے کہ ویشالی ضلع میں ہر سال عازمین کے لیے دو تربیتی کیمپ لگا کرتا تھا، ایک کا انتظام مولانا مقصود عالم مرحوم کیا کرتے تھے، یہ حاجی پور میں لگتا تھا، مولانا مقصود عالم حج ٹرینر کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری نبھایا کرتے تھے، دوسرا معیاری اور مثالی تربیتی کیمپ حاجی محمد اسماعیل اور برادران کے ذریعہ چھپرہ خرد، سہان ویشالی میں منعقد ہوتا تھا، جس کے ٹرینر حاجی محمود عالم صاحب مصنف رہنمائے حج وزیارت ہوا کرتے تھے اور عازمین کو قیمتی تحائف دیا کرتے تھے، پھر کورونا آگیا تین سال حج کا سفر بند رہا، جن کے لیے تربیتی کیمپ لگا کرتا تھا اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی، اس بار اللہ اللہ کر کے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے، لیکن مولانا مقصود صاحب رہے ہی نہیں، اس لیے ان کی جانب سے لگایا جانے والا کیمپ بند ہو گیا، بعض وجوہات سے حاجی اسماعیل برادران کے ذریعہ لگایا جانے والا کیمپ بھی نہ لگ سکا، ویشالی میں عازمین کی تربیت کے حوالہ سے سناٹا ہی پسرا ہوا تھا، ایسے میں اللہ رب العزت نے مولانا نظر الہدیٰ قاسمی کو جو حج کمیٹی بہار کی جانب سے ٹرینر بھی ہیں، کھڑا کیا اور انہوں نے معہد العلوم الاسلامیہ چک چمیلی سرائے ویشالی میں ٦/ جون ٢٠٢٢ء کو عازمین کے لیے تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا ہے، اس طرح مولانا مقصود عالم مرحوم نے جو سلسلہ شروع کیا تھا، اس کو تسلسل عطا کرنے کا کام مولانا محمد نظر الہدیٰ قاسمی کے ذریعہ کیا جا رہا ہے، اللہ کرے یہ سلسلہ جاری رہے۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا مرحوم کو ٢٠٠٦ء اور ٢٠١٢ء میں حج کی سعادت نصیب فرمائی، حج کی تربیت کے معاملہ میں بھی سیاست نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا ایک دوسرے صاحب کھڑے ہو گیے، پہلے تو انہوں نے جڑھوا اقلیتی ہاسٹل میں اس کام کو شروع کر دیا، اس طرح مولانا کا پروگرام ہلکا پڑنے لگا، وجہ یہ ہوئی کہ وہ دوسرے صاحب ٹیکہ کا انتظام اپنے کیمپ میں کر دیتے تو عازمین ایک پینتھ دو کاج کے جذبہ سے وہاں شریک ہو جاتے، بعد میں وہ صاحب سنگی مسجد حاجی پور میں پروگرام کرانے لگے، حاجی پور میں مساجد بہت ہیں اور امام بھی ہر مسجد میں مقرر ہیں، لیکن چند اماموں کو اللہ نے خصوصی مقبولیت دے رکھی ہے، اور وہ زمانہ دراز سے اس فرض منصبی کو ادا کر رہے ہیں، ان میں مولانا مقصود عالم صاحب مرحوم، مولانا محمد اظہار الحق قاسمی، چوک مسجد حاجی پور، ان کے بھائی صوفی مختار الحق للہی پوکھرا مسجد حاجی پور، حافظ عبد الحق صاحب امام مسجد باغ ملی حاجی پور کے نام خاص طور سے لیے جا سکتے ہیں، بقیہ مساجد کے امام ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ اس لیے ان کا فیض دیرپا نہیں ہوتا۔

مولانا واقعتا بافیض تھے، بدن بھاری اور چہرہ وجیہ تھا، دین کے سلسلہ میں حساس تھے، وہ مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم پہاڑی چک دودھیلا میں صدر مدرس کے عہدے پر بھی فائز تھے۔ اس مدرسہ کے ذریعہ بھی انہوں نے علاقہ کی خدمت کی، مولانا کے اندر خاکساری تھی، تواضع اور انکساری تھی، لباس و پوشاک سے بھی ان کی نفاست جھلکتی تھی، خوش خوراک بھی تھے، قلب کے مریض ہونے کے بعد خورد ونوش پر پابندیاں تھیں، اس کے باوجود جسم و جثہ کے طول و عرض پر بڑا فرق نہیں پڑا، اللہ نے اپنے پاس بلا لیا، تو بظاہر ایک خلا پیدا ہو گیا ہے، اس خلا کو پر کرنے والی ذات اللہ کی ہے اور وہ ضرور اس کی تلافی کرے گا۔

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

زیارت حرمین شریفین

زیارت حرمین شریفین کی خواہش ہر مؤمن کے دل میں انگڑائی لیتی ہے، وسائل میسر ہوں اور اللہ بلائے تو اس خواہش کی تکمیل بآسانی ہو جاتی ہے، کبھی کبھی وسائل نہیں بھی ہو تو اللہ بلا لیتا ہے، وہ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ بندہ بآسانی حرمین شریفین تک پہونچ جاتا ہے اور کیوں نہ ہو جب آسمان وزمین کے خزانہ کی ملکیت اسی کی ہے، وسائل کی موجودگی کے باوجود بلاہٹ نہ ہو تو انسان دل مسوس کر رہ جاتا ہے۔

پھر جو خوش قسمت حرمین شریفین تک پہونچ جاتا ہے وہ پوری زندگی ان احوال وکوائف کو بیان کرتا رہتا ہے، یہ بیان تقریری بھی ہوتا ہے اور تحریری بھی، لکھتا آتا ہے تو قلبی واردات وکیفیات کا ذکر تحریری ہوتا ہے، کبھی سفرنامے کی شکل میں اور کبھی حج وزیارت پر ایک باب میں اضافہ کی شکل میں، اس فہرست میں امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ کی تحریر "شہنشاہ کونین کے دربار میں" ڈاکٹر کلیم عاجز کی "یہاں سے کعبہ کعبہ سے مدینہ"، عبد الخالق خلیق کی "حاضری"، راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) کا سفرنامہ "یہ سفر قبول کر لے" مولانا رضوان احمد ندوی کی "گھر سے بیت اللہ تک" شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں، اس سلسلے میں بعض حیثیت سے ممتاز مفتی کے سفرنامہ "لبیک" کی حیثیت بھی ادبی دنیا میں تسلیم کی گئی ہے، یہ ایک ایسے شخص کا سفرنامہ ہے جو قلبی واردات بھی لکھتا ہے اور باغیانہ انداز میں اسرار ورموز بھی واشگاف کرتا جاتا ہے، خود ممتاز مفتی نے اسے سفرنامہ کے بجائے رپوتاز قرار دیا ہے، حج کے سفرناموں میں سورش کشمیری کا سفرنامہ "شب جائیکہ من بودم" غلام ثقلین کی "ارض تمنا" عبد اللہ ملک کے "حدیث دل" کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، ان سفرناموں میں حج کے حوالہ سے نئی نئی جہتوں کا ادراک واحساس ہوتا ہے۔

اردو میں حج کا پہلا سفرنامہ حاجی محمد منصف علی کا "ماہ مغرب المعروف بہ کعبہ نما" کے نام سے ١٨١٧ء میں سیدھے سادے اسلوب میں لکھا گیا اور طبع ہو کر مقبول ہوا، اس کے بعد ١٨٤٢ء میں سید شاہ عطا حسین فانی گیاوی نے "دید مغرب المعروف بہ ہدایت المسافرین" کے نام سے اور نواب سکندر بیگم نے "یادداشت تاریخ وقائع حج" کے نام سے اپنا سفرنامہ لکھا، لیکن یہ دونوں سفرنامے طباعت کے مرحلے سے گذر نہ سکے، مزید معلومات کے لیے حج کے سفرنامے پر ڈاکٹر محمد شہاب الدین کا تحقیقی مقالہ جو انہوں نے علی گڈھ مسلم یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے لکھا ہے، مطبوعہ شکل میں موجود ہے، اس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

اس طویل سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی جناب ارشد انور الف (ولادت ١٥/ جنوری ١٩٧٠ء) بن الحاج افضل حسین (م ٢٣/ ستمبر ٢٠١٨ء) ساکن گیاری ضلع ارریہ، استاذ آزاد اکیڈمی ارریہ کا یہ سفرنامہ ہے، موصوف نے ٢٠١٤ء میں بہار حج کمیٹی کی جانب سے خادم الحجاج کے طور پر حرمین شریفین کا سفر کیا تھا، اس سفرنامہ میں جو کچھ دل پر گذری اس کو پیش کیا ہے، اس کے ساتھ اس کے دوسرے حصہ میں رہنمائے حج وزیارت کے طور پر ضروری مسائل، دعائے مسنونہ، زیارت کے آداب وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی ہے، اس طرح یہ سفرنامہ ماضی میں لکھے گئے سفرناموں کے دونوں مقاصد کی تکمیل کرتا ہے، حج کے ابتدائی سفرناموں میں آپ پائیں گے کہ ان میں معلومات اور مناسک کی تفصیل زیادہ اور واردات قلبی کا ذکر لیکن موجودہ دور کے سفرناموں میں مناسک کم اور دلی کیفیات کا اظہار زیادہ ملتا ہے، اگر ایک جملہ میں اس کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ابتدائی سفرناموں میں "کیا ہے" کی تفصیل ہوتی تھی اور موجودہ حج کے سفرنامے کا محور "کیا پایا" ہے، اس طرح کہنا چاہیے کہ آج کل کے سفرنامے میں حج وزیارت کے ایام کی آپ بیتی ہیں جن میں مقصد سفر کے ساتھ اپنے قلبی واردات وکیفیات، محسوسات وتجربات کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔

ارشد انور "الف" نے بڑی خوبصورتی سے دونوں دور کے انداز کو الگ الگ حصوں میں ہمیں برت کر دکھایا ہے، ہم اس سفرنامے سے ان کے دلی جذبات واحساسات کا بھی اندازہ لگا سکتے ہیں اور مناسک حج کو بھی سمجھ سکتے ہیں، کتاب کی ضخامت بہت نہیں ہے، مختصر میں بات کہنے کی کوشش کی گئی ہے، مصروفیت کے اس دور میں ضخیم کتاب پڑھنے کے لیے نہ تو وقت ہے اور نہ قوت خرید، ارشد انور الف اس راز کو اچھی طرح جانتے ہیں، اس لیے انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے مختصر انداز میں اپنی بات رکھنے کا کام کیا ہے۔

اس کتاب پر دس علماء، ادباء اور شعراء کی تقاریظ ہیں جس کی وجہ سے اس کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوا ہے، خصوصا حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ، مشہور شاعر طارق ابن ثاقب، سابق ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کی تقریظات خصوصیت سے قابل ذکر اور قابل مطالعہ ہیں۔

ارشد انور صاحب اصلا سائنس کے استاذ ہیں، سائنس جیسے خشک اور کھردرے مضمون کے ساتھ ادب لطیف کا گذر ذرا کم ہی ہوتا ہے، لیکن ارشد انور سائنسی حقائق وانکشافات کی معلومات کے ساتھ اپنے سینہ میں ایک دردمند دل بھی رکھتے ہیں، موقع ملتے ہی یہ دردمند دل ادب لطیف کے نرغے میں چلا جاتا ہے، پھر وہ کہانیاں لکھنے لگتے ہیں، شاعری بھی کرتے ہیں اور نثر بھی خوبصورت لکھتے ہیں۔

ارشد انور نے اپنا تخلص "الف" رکھا ہے، مجھے وجہ تسمیہ نہیں معلوم؛ لیکن بچپن میں استاذ نے پڑھایا تھا "الف" سے اللہ کو پہچان "ب" سے بڑوں کا کہنا مان، ارشد انور اللہ کو پہچاننے کے مرحلے سے گذر رہے ہیں، اس مرحلہ کو عروج بخشنے میں زیارت حرمین شریفین کا خاص حصہ ہے، کیوں کہ انہوں نے مکہ میں کعبہ کی تجلیات، اللہ کے جلال اور مدینہ طیبہ سے اللہ کے رسول کے جمال کو کھلی آنکھوں سے دیکھا ہے اور یہ دونوں چیزیں معرفت الٰہی کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتی ہیں، انہیں سرمۂ کیمیا کہا جا سکتا ہے۔

میں اس اہم کتاب کی تصنیف وتالیف پر ارشد انور "الف" کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ کتاب مقبول بھی ہو اور یہ سفر ان کا آخر سفر ثابت نہ ہو آپ بھی ہماری اس دعا پر آمین کہیے اور پڑھنے کے لیے تھوڑا انتظار کیجیے، میں بھی مسودہ کو مطبوعہ شکل میں دیکھنے کا منتظر ہوں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

تلاوت کی آواز پر فرشتے اتر پڑے

ایک صحابیؓ اپنے گھر میں تہجد کی نماز میں قرآن شریف پڑھ رہے ہیں، طبیعت پر کیف سے ذرا اونچی آواز سے قرآن پڑھنے کو جی چاہتا ہے، گھر کا صحن چھوٹا ہے، گھوڑا بھی بندھا ہے اور ایک چارپائی پر بچہ بھی سویا ہوا ہے جب اونچا پڑھتے ہیں تو گھوڑا بدکنے لگتا ہے، دل میں ڈر سا محسوس ہوتا ہے کہ کہیں بچے کو تکلیف نہ پہنچادے، لات نہ ماردے، آہستہ آہستہ قرآن پڑھنے لگ جاتے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد پھر طبیعت مچلتی ہے تو اونچا پڑھتے ہیں گھوڑا بدکتا ہے پھر آہستہ پڑھنے لگ جاتے ہیں، بس یہی کچھ تقریباً ساری رات ہوتا رہا، جب انہوں نے صبح کے وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا تو ان کی نگاہ آسمان پر پڑی، کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ روشنیاں نہایت تیزی کے ساتھ ان کے سر سے دور آسمان کی طرف جارہی ہیں، حیران ہوئے کہ یہ کیا چیز ہے؟ چنانچہ صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میرے ساتھ یہ معاملہ ہوتا رہا، اونچا پڑھتا تھا تو ڈر محسوس ہوتا تھا، کہ بچے کو تکلیف نہ پہنچ جائے اور آہستہ پڑھاتا تھا تو پھر طبیعت مچلتی تھی کہ اونچا پڑھوں، جب میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا تو نگاہ آسمان کی طرف اٹھی، میں نے کچھ روشنیاں دور جاتی ہوئی دیکھیں، اللہ تعالی کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ یہ اللہ تعالی کے فرشتے تھے جو تیرا قرآن سننے کے لئے آسمان سے نیچے اتر آئے تھے، اگر تم اونچی آواز سے پڑھتے رہتے تو آج مدینہ کے لوگ فرشتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے، وہ فرش پر قرآن پڑھتے تھے تو عرش سے فرشتے اتر آتے تھے۔ (واقعات فقیر: ۲۱۸/۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کنیت بہت پسند تھی

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے تمام ناموں میں ''ابوتراب'' بہت پسند تھا، حضرت علی کو یہ کنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی، واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کہ علی کہاں ہیں، حضرت فاطمہ نے جواب دیا کہ وہ کسی بات سے ناراض ہوکر باہر چلے گئے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی سے فرمایا کہ علی کو ڈھونڈو وہ کہاں ہیں؟ اس شخص نے واپس آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی مسجد میں سورہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے، حضرت علی مسجد کی دیوار کے قریب فرش خاک پر پہلو کے بل سو رہے تھے اور ایک طرف چادر ہٹ جانے سے دیوار کی مٹی پیٹھ پر لگ گئی تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشت سے مٹی پوچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے، اے ابوتراب! اٹھو، اے ابوتراب! اٹھو، یاد رہے کہ مٹی کو عربی زبان میں تراب کہتے ہیں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کنیت بہت پسند تھی۔

عبداللہ بن مبارکؒ اور خوف خدا

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی حدیث پڑھائی، یہاں تک کہ ایک وقت چالیس ہزار شاگران سے حدیث پڑھا کرتے تھے، جب وہ فوت ہونے لگے تو اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ مجھے چارپائی سے اٹھا کر زمین پر لٹادو، نیچے نہ کوئی قالین تھا، نہ کوئی فرش تھا اور نہ ہی کوئی سنگ مرمر لگا ہوا تھا، تاہم شاگردوں نے تعمیل حکم میں ان کو زمین پر لٹادیا، یہ دیکھ کر طلبا کی چیخیں نکل گئیں کہ اتنے بڑے محدث اپنی داڑھی کو پکڑ کر اپنے رخسار کو زمین پر رگڑنے لگ گئے اور روتے ہوئے دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما...... اللہ اکبر...... جس نے ساری زندگی حدیث پڑھائی اس نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! میں نے حدیث کے درس دیئے، میں نے لوگوں کو دین کی طرف بلایا، میں نے لوگوں کو نیکی کی طرف راغب کیا، کوئی عمل اس قابل نہیں سمجھا جو اللہ کے حضور پیش کرسکیں، بالآخر عاجزی کررہے ہیں کہ اے اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما، وہ اپنے سفید بالوں کو پیش کرتے تھے کہ اے اللہ! کوئی عمل ایسا نہیں جو آپ کے سامنے پیش کرسکیں، آپ ہی مجھ پر رحم فرمایئے، ہمیں بھی اسی طرح کرنا چاہئے کہ ہم بھی اپنے گناہوں کو یاد کرکے اللہ تعالیٰ کے سامنے نادم ہوں اور اس کا خوف طلب کریں، تاکہ گناہوں سے بچ جائیں۔

شیخ طریقت کی عزت باعث معرفت

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے پاس ایک بزرگ آتے تھے ان کا نام تھا ابوہاشم، امام احمد بن حنبلؒ ان کو ابوہاشم صوفی کہا کرتے تھے، یہ صوفی کا لفظ امام احمد بن حنبلؒ فقیہ کی زبان سے نکلا ہے، جب وہ آتے تو امام احمد بن حنبلؒ کئی دفعہ اپنا درس بھی موقوف کرکے کھڑے ہوجاتے تھے اور ان کو پاس بٹھاتے، اب طلبہ کے دل میں اشکال ہوتا کہ امام صاحب اتنے بڑے عالم، جبال العلم اور یہ تو ایک ذاکر شاغل بزرگ ہیں، ان کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور درس بھی کئی دفعہ چھوڑ دیتے ہیں، ان کی باتیں سنتے ہیں، تو ایک شاگرد نے پوچھ لیا کہ حضرت ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ ان کا اتنا اکرام کیوں کرتے ہیں؟ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے عجیب عالمانہ جواب دیا، فرمایا: دیکھو! میں عالم بکتاب اللہ ہوں اور ابوہاشم عالم باللہ ہیں اور عالم باللہ کو عالم بکتاب اللہ پر فضیلت حاصل ہے، امام صاحب ان کی صحبت اختیار فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر ابوہاشم کوفی نہ ہوتے ریاء کی باریک باتوں سے میں کبھی واقف نہ ہوسکتا۔ (دوائے دل: ۲۴۹)

مجذوب در سے جاتا ہے دامن بھرے ہوئے — صد شکر حق نے آپ کا سائل بنادیا

حضرت جرجانیؒ کا وقت کی حفاظت

ایک دفعہ خواجہ سری سقطیؒ نے حضرت جرجانیؒ کو ستو پھانکتے ہوئے دیکھا، انہوں نے پوچھا، اکیلے ستو پھانک رہے رہیں، روٹی ہی پکالیتے، انہوں نے کہا کہ میں نے روٹی چبانے اور ستو پھانکنے کا حساب لگایا تو روٹی چبانے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ آدمی ستر مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے، اس لئے میں گذشتہ چالیس برس سے روٹی کھانا چھوڑ دیا ہے اور فقط ستو پھانک کر گزارہ کرتا ہوں گویا سلف وصالحین اپنی ضروریات کے وقت کو بھی کم کرکے عبادات میں لگایا کرتے تھے۔ (خطبات ذوالفقات: ۱۴۷/۱۱)

مردہ دل کی پہچان

ایک شخص حضرت حسن بصریؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا، حضرت! پتہ نہیں ہمیں کیا ہوگیا ہے؟ ہمارے دل تو شاید سوگئے ہیں، حضرت نے پوچھا وہ کیسے؟ کہا، آپ وعظ فرماتے ہیں، قرآن وحدیث بیان کرتے ہیں مگر ہمارے دلوں پر اثر نہیں ہوتا، یوں لگتا ہے کہ ہمارے دل سوگئے، حضرتؒ نے فرمایا: اگر یہ حال ہے تو پھر نہ کہو کہ دل سوگئے، بلکہ یوں کہو کہ دل مرگئے، اس نے کہا، حضرت دل مر کیسے گئے؟ جو سویا ہوا ہو اسے جھنجھوڑا جائے تو وہ جاگ اٹھتا ہے اور جو جھنجھوڑنے سے بھی نہ جاگے وہ سویا ہوا نہیں، وہ تو مویا ہوتا ہے، قرآن وحدیث جسے سنائی جائے اور وہ اگر پھر بھی نہ جاگے تو وہ سویا ہوا نہیں، بلکہ مرا ہوا ہوتا ہے۔ (خطبات ذوالفقار: ۵۲/۹)

زاہد نے ہاتھ ہٹائے پاؤں بڑھائے

ایک بادشاہ کہیں جارہا تھا، اس نے دیکھا کہ راستہ میں ایک فقیر بادشاہ کی طرف پاؤں پھیلائے لیٹا ہوا ہے، بادشاہ حیران ہوا کہ ساری دنیا میری جی حضوری کرنے والی ہے اور یہ عجیب آدمی ہے کہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور میری طرف پاؤں پسارے ہوا سویا ہے، چنانچہ بادشاہ نے ایک آدمی سے کہا کہ اس کو کچھ پیسے دے دو، جب اس کے نوکر نے پیسے آگے بڑھائے، تو فقیر کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت! جب سے میں نے آپ کی طرف سے ہاتھ ہٹائے ہیں، تب سے میں نے آپ کی طرف پاؤں پھیلائے ہوئے ہیں، سبحان اللہ۔ یہ ہیں زاہد لوگ، جن کے دلوں میں دنیا کی محبت نہیں ہوتی۔

ہلاکت کے دہانے سے حفاظت

بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو لے کر جنگل سے گذر رہی تھی، اچانک ایک بھیڑیا آیا اور اس نے اس عورت پر حملہ کردیا، جب بھیڑیے نے حملہ کیا تو وہ کمزور دل عورت گھرا گئی، جس کی وجہ سے اس کا بیٹا اس کے ہاتھ سے نیچے گرگیا، اس بھیڑیے نے اس بچہ کو اٹھایا اور بھاگ گیا، جب ماں نے دیکھا کہ بھیڑیا میرے بیٹے کو منہ میں ڈال کر لے جارہا ہے تو ماں کی مامتا نے بھی جوش مارا اور اس کے دل سے ایک آہ نکلی، جیسے اس کی آہ نکلی تو اس نے دیکھا کہ ایک جواں مرد سا آدمی درخت کے پیچھے سے اس بھیڑیے کے سامنے آیا اور بھیڑیے نے جب اچانک کسی کو اپنے سامنے دیکھا تو وہ بھی گھبرا گیا، جس کی وجہ سے بچہ بھیڑیے کے منہ سے نیچے گرگیا اور وہ بھاگ گیا، اس نوجوان نے بچے کو اٹھایا اور لاکر اس کی ماں کے حوالے کردیا۔

وہ ماں کہنے لگی کہ تو کون ہے؟ جس نے میرے بچے کی جان بچائی؟ اس نے کہا میں اللہ رب العزت کا فرشتہ ہوں، مجھے پروردگار نے آپ کی مدد کے لئے بھیجا ہے، ایک دفعہ آپ نے اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے کھانا کھارہی تھی، عین اسی وقت کسی سائل نے آپ کے دروازے پر روٹی کا ٹکڑا مانگا، آپ کے گھر میں اس وقت وہی روٹی تھی، جو آپ کھارہی تھی، آپ نے اس وقت سوچا کہ میں اللہ کے نام پر سوال کرنے والوں کو خالی کیسے بھیجوں، تم نے اپنے منہ کا لقمہ نکال کر اس کو دیدیا، اس صدقہ کی برکت سے اللہ نے تیرے بچے کی حفاظت کے لئے مجھے بھیجا۔

بزرگوں کی مختلف شانیں

ایک صاحب ایک بزرگ کے مرید تھے، ایک مرتبہ انہوں نے اپنے شیخ سے کہا کہ حضرت! ہم نے سنا ہے کہ بزرگان دین اور اولیاء کرام کے رنگ الگ الگ ہوتے ہیں، میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ ان کی شانیں کس قسم کی ہوتی ہیں؟ ان کے شیخ نے فرمایا کہ تم اس کے پیچھے مت پڑو، اپنے کام میں لگے رہو، تم ان کی شانوں کا کہاں ادراک کرسکتے ہو، مرید صاحب نے کہا کہ آپ کی بات درست ہے، لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ مجھے ذرا یہ پتہ لگ جائے کہ بزرگوں کے کیا مختلف رنگ ہوتے ہیں، شیخ نے فرمایا کہ اگر تمہیں دیکھنے پر اصرار ہی ہے تو ایسا کرو کہ فلاں مسجد میں چلے جاؤ، وہاں تمہیں تین بزرگ ذکر کرتے ہوئے، تم جاکر ان تینوں کی کمر میں ایک ایک مکہ ماردینا اور پھر جو کچھ وہ بزرگ کریں وہ مجھے آکر بتادینا، شیخ کے حکم کے مطابق انہوں نے جاکر ایک بزرگ کو پیچھے سے ایک مکہ مارا تو انہوں نے پیچھے مڑکر بھی نہیں دیکھا کہ کس نے مکہ مارا، بلکہ اپنے ذکر میں مشغول رہے، اس کے بعد جب دوسرے بزرگ کو مکہ مارا تو وہ پیچھے مڑے اور ان مکہ مارنے والے کا ہاتھ سہلانے لگے اور فرمانے لگے کہ بھائی! تمہیں تکلیف تو نہیں ہوئی؟ چوٹ تو نہیں لگی؟ اور جب تیسرے بزرگ کو مکہ مارا تو انہوں نے پیچھے مڑکر اتنی ہی زور سے ان کو مکہ ماردیا اور پھر اپنے ذکر میں مشغول ہوگئے۔

یہ صاحب اپنے شیخ کے پاس واپس گئے اور ان سے جاکر عرض کیا کہ حضرت! اس طرح قصہ پیش آیا کہ جب پہلے بزرگ کو مکہ مارا تو انہوں نے پیچھے مڑکر بھی نہیں دیکھا اور جب دوسرے کو مارا تو وہ الٹا میرے ہی ہاتھ کو سہلانے لگے اور جب تیسرے بزرگ کو مارا تو انہوں نے مجھ سے بدلہ لیا اور مجھے ایک مکہ ماردیا، شیخ نے فرمایا کہ تم یہ پوچھ رہے تھے کہ بزرگوں کی مختلف شانیں کیا ہوتی ہیں تو یہ تین شانیں تم نے علیحدہ علیحدہ دیکھ لی ہیں، ایک شان وہ ہے جو پہلے بزرگ میں تھی، انہوں نے یہ سوچا کہ میں تو اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں اور اس ذکر میں جو لذت اور مزہ آرہا ہے اس کو چھوڑ کر میں پیچھے کیوں دیکھو کہ کون مکا ماررہا ہے اور اپنا وقت کیوں ضائع کروں، دوسرے بزرگ پر شفقت اور رحمت کی شان غالب تھی، اس لئے انہوں نے نہ صرف یہ کہ بدلہ نہیں لیا بلکہ اس مارنے والے کے ہاتھ کو دیکھ رہے ہیں کہ تمہارے ہاتھ میں کوئی چوٹ تو نہیں لگی اور تیسرے بزرگ نے جلدی سے بدلہ اس لئے لے لیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ لینے کے لئے اس پر اپنا عذاب نازل فرمادیں اور اس بدلہ لینے سے وہ آخرت کے بدلے سے بھی بچ جائے۔

Scanned with CamScanner

اپنی اولاد کے ایمان کی فکر کیجیے

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

ہم آپ مسلمان ہوں، اللہ مسلمان رکھے، اسلام پر خاتمہ فرمائے، مگر یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم اس میں اپنی آئندہ نسل کو شریک کریں، اور اس تصور سے لرز جائیں، ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور بلکہ سچی بات یہ ہے کہ ایمان اگر کامل ہوگا تو آدمی پر ایسی کیفیت طاری ہوگی کہ اس کی جان خطرے میں پڑ جائے گی، اس خیال سے کہ ہمارے بعد ہماری اولاد معلوم نہیں اسلام پر قائم رہے گی یا نہیں؟ اور وہ اللہ اور رسول کو پہچانے گی یا نہیں؟ اور اپنے اسلام پر فخر کرے گی یا نہیں؟ حضرت یعقوبؑ کی وصیت کا دل میں تصور پیدا کیجئے کہ اللہ کے پیغمبر، پیغمبر کے بیٹے، پیغمبر کے پوتے، حضرت یعقوب جن کا ذکر قرآن مجید میں کتنی ہی جگہ آیا ہے، وہ اور ان کا گھر کیسا ہوگا؟ کیا کوئی خانقاہ ہو سکتی ہے؟ کیا کوئی روحانی مرکز ہو سکتا ہے؟ کیا کسی بزرگ، بڑے سے بڑے ولی کا خاندان اور ماحول ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی بڑے سے بڑا دار العلوم اور مدرسہ ہو سکتا ہے؟ اور یہاں تک کہا جائے کہ کیا کسی مسجد کا ماحول بھی ایسا ہو سکتا ہے جیسا ان کا گھر ہوگا؟ تو اس میں سوائے توحید کے کسی اور چیز کے ذکر کی، تذکرہ کرنے کی اجازت ہی نہیں ہو سکتی، جیسے کوئی کسی کے گھر میں جانور نہیں آ سکتا، بلکہ اس سے زیادہ ہم اور کیا کہیں، غیر اللہ کے سوا کسی کو یہ سمجھنا اور اس کے متعلق یہ اعتقاد کہ یہ کچھ لے دے سکتا ہے، نفع نقصان پہنچا سکتا ہے، ہماری قسمت بگاڑ بنا سکتا ہے، مریض کو شفا دے سکتا ہے، اس کا تو وہاں ذکر ہی نہیں آ سکتا، اور اس کے در و دیوار بھی اس کے سننے کو گوارا نہیں کر سکتے۔ تو وہ جو پیغمبر زادے تھے، جن کی رگوں میں پیغمبروں کا خون تھا، اور ایک پیغمبر نہیں، تین تین پیغمبروں کا خون تھا، حضرت یعقوب پیغمبر، ان کے والد حضرت اسحاق پیغمبر، اور ان کے دادا حضرت ابراہیم پیغمبر حضرت یعقوب کے چچا حضرت اسماعیل، پیغمبر، یہ پیغمبروں کا خاندان تھا، وہاں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت کے، حشر کے، اللہ تعالی کی ذات و صفات کے، اللہ تعالی کے قادر مطلق ہونے کے اور اللہ تعالی ہی کے پرستش اور عبادت کے مستحق ہونے کے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں ہو سکتا تھا، وہاں اس گھر میں سب کچھ ممکن تھا، کھانے کی فرمائش کر سکتے تھے لڑ کے ضد کر سکتے تھے، اور رو سکتے تھے اور روتے ہوں گے، اور ضد کرتے ہوں گے۔ بہر حال بچے تھے، انسان کی فطرت ہے لیکن غیر اللہ کا نام لیں، وہ کہیں کہ فلاں ہستی یہ کر سکتی ہے، ہمیں بیمار کر سکتی ہے، ہمیں اچھا کر سکتی ہے، اور اس کے سامنے سر جھکانا چاہیے، سر جھکایا جائے، یہ ان کے گھر میں نہیں، اس کا ذکر نہیں ہو سکتا تھا، اگر اس کا ذکر ہوتا تو خدا جانے حضرت یعقوب کو کتنا جلال آتا اور معلوم نہیں وہ ایسا کہنے والے کا سر دیوار سے پھوڑ دیتے، اور کان پکڑ کر گھر سے نکال دیتے، ہر وقت وہاں اللہ اللہ کا نام لیا جاتا تھا۔ اور اللہ کی کتاب پڑھی جاتی تھی اور پیغمبروں کے تذکرے ہوتے تھے مگر کسی شاعر نے کہا ہے 'عشق است و ہزار بدگمانی'۔ جب عشق ہوتا ہے، محبت ہوتی ہے، تو پھر بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں، اگر آپ کو بچوں سے محبت ہے، تو ہر وقت یہ فکر رہتی ہے کہ کہیں فرار تو نہیں ہے، اتنی دیر سے سو رہا ہے، کیا بات ہے۔ اٹھ کیوں نہیں رہا ہے؟ آج کھانا کیوں نہیں مانگتا ہے؟ اس سے کھانا کیوں نہیں کھایا جا رہا ہے؟ یہ سب محبت کے کرشمے ہیں۔ تو وہ محبت ہی کا کرشمہ تھا، اور دین کا (جو) ان کا خمیر تھا، ان کا مادہ تھا، ان کے رگ و ریشے میں دین سما گیا تھا، صرف اسی گھر کے لیے نہیں، بلکہ وہ پورے علاقہ کے لیے ہادی بنا کر بھیجے گئے تھے، پیغمبر بنائے گئے، تو جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بچوں کو جمع کیا اور ان کی ماشاء اللہ بڑی عمر تھی، اور برکت بھی تھی خاندان میں تو اللہ تعالی قرآن مجید میں شہادت دیتا ہے "بارکنا علیہ وعلی اسحاق" (الصافات: ۱۱۳) تو نواسے بھی تھے، اور پوتے بھی تھے، اور پتہ نہیں اور کتنے عزیز بھانجے بھتیجے اور کون کون ہوں گے، سب کو جمع کیا اور پھر ان کا بالکل اخیر وقت ہے، ایسے اخیر وقت میں آدمی کو ہمیشہ۔ آپ جانتے ہیں، شہر کے رہنے والے ہیں، اللہ تعالی اس وقت کو دور رکھے لیکن آپ نے سنا ہوگا، دیکھا ہوگا اپنی آنکھوں سے۔ کہ ایسے مواقع پر۔ آدمی اگر دنیادار ہے تو کہتا ہے دیکھو بھئی فلاں جگہ ہم نے ایک دفینہ، ایک خزانہ گاڑ رکھا ہے، وہاں کھودو گے تو تمہیں اتنی دولت ملے گی، اور اس سے زیادہ ذرا اونچا درجہ ہوتا ہے تو کہتا ہے دیکھو فلاں آدمی کے ذمہ ہمارا اتنا مطالبہ ہے، وصول کر لینا، اور ذرا خدا کا ڈر ہوتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ دیکھو فلاں آدمی کا مطالبہ ہمارے ذمہ ہے، تم اس کو ادا کر دینا، ہمارے اوپر قرض ہے اس کو ادا کر دینا، اور اس سے بھی اونچا درجہ ہوا اور کتابوں کے اندر اس کے بہت سے واقعات ہیں، تو بچوں سے کہا جاتا ہے کہ دیکھو مل جل کر رہنا صلح اور محبت کے ساتھ رہنا، اور ہم نے ایک قصہ پڑھا ہے کہ باپ لکڑیاں منگوائیں اور ایک بیت منگوائی اور اس کو توڑ دیا لڑکوں کے سامنے، اور دوسری منگوائی اس کو بھی توڑ دیا، پھر تین چار کو ملا کر کہا اب توڑو، تو وہ نہیں ٹوٹتی، تو کہا دیکھو اگر مل کر رہو گے تو کوئی تمہارا بگاڑ نہیں سکے گا، کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکے گا تو یہ باتیں ساری کتابوں میں ہیں لیکن حضرت یعقوب نے کہا کہا؟ یہ بات سوچنے کی ہے، یہی بات آج مسلمانوں میں سے رخصت ہوگئی ہے کہ اپنی اولاد کے ایمان کی فکر کریں، اپنی اولاد کے صحیح عقیدے پر رہنے کی فکر کریں، اور اس کو روزی سے اور نوکری سے اور عزت سے اور حکومت سے اور حکومت کی کرسی سے اور صحت سے اور اولاد کی اولاد سے سب سے زیادہ اس کو ضروری سمجھیں، انہوں نے اپنے سب بچوں کو جمع کیا اور ہم نے بتایا کہ اللہ نے ان کو بڑی عمر دی تھی اور برکت، ابراہیمی خاندان میں بڑی برکت تھی، قرآن مجید میں اس کی شہادتیں آتی ہیں، تو ان سب سے کہا بیٹو! نواسو! پوتو! مجھے ایک بات بتا دو، میری پیٹھ قبر سے نہیں لگے گی، مجھے چین نہیں آئے گا، قبر میں بھی جب تک یہ اطمینان لے کر نہ جاؤں، یہ بتاؤ کہ میرے بعد تم عبادت کس کی کرو گے؟ یہ نہیں کہا گیا کھاؤ گے؟ نہیں کہا، ایسے موقع پر جو ہم نے بتایا پچاس چیزیں ہو سکتی ہیں، بڑے بڑے حکماء کی وصیتیں، حکماء کے اخیر وقت کی باتیں، علماء کی باتیں، بزرگوں کی باتیں، یہ سب کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں، لیکن یہ تو پیغمبر کی شان تھیں، اور پیغمبر، پیغمبر زادے، پیغمبر کے بیٹے، پیغمبر کے پوتے، پیغمبر کے بھتیجے، انہوں نے کہا "ماتعبدون من بعدی"؟ یہ بتا دو میرے بعد تم عبادت کس کی کرو گے؟ یقینی بات ہے، ہم کہا کرتے ہیں، اللہ تعالی کی غیرت نے گوارا نہیں کیا، اس کی غیرت توحید نے گوارا نہیں کیا کہ ان کے جواب میں دیر لگے، بیچ میں کچھ اور بات آئے، ورنہ یہ سب ہم اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہوگا کہ ابا جان! دادا جان! نانا جان! یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ آپ نے ہمیں سکھایا کیا؟ ہم نے اس گھر میں دیکھا کیا؟ ہم نے اس گھر میں کون سا سبق پڑھا؟ آپ کو اطمینان نہیں لیکن اللہ تعالی نے ان کے سوال اور ان کے جواب میں ذرا سی بھی دیر پسند نہیں کی، فوراً جواب ہے قالو انعبد الھک والہ آبائک ابراھیم واسماعیل واسحاق الھا واحدا" ابا جان، دادا جان، نانا جان آپ نے ہمیں سکھایا کیا؟ ہم عبادت کریں گے، آپ کے پروردگار کی، آپ کے خدا کی، اور آپ کے بزرگوں کے خدا کی، آپ کے باپ دادا کے پروردگار کی، ونحن لہ مسلمون، اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں، تب جا کر حضرت یعقوب کو چین آیا۔

بچوں کو دینی تعلیم دیجیے سب سے ضروری کام یہ ہے کہ اپنے بچوں کو دین کی تعلیم دیجیے، اور دین جس ذریعہ سے آ سکتا ہے اس کا انتظام کیجیے، یعنی اردو پڑھنا لکھنا ان کو سکھائے اور قرآن شریف پڑھنے کی ان میں لیاقت پیدا کیجیے، قرآن شریف پڑھیں، تلاوت کر سکیں، شروع سے توحید کا عقیدہ ان کے دلوں میں جمائیے، اس کی ضرورت ہے کہ گھر گھر مکتب قائم ہوں، مدرسے قائم ہوں، جہاں کوئی کسی کو ماشاء اللہ ایسا وسیع دالان مل جائے، کوئی کسی گھر میں گنجائش ہو، اور نہیں تو مسجد میں مکتب ہو، مدرسہ ہو، اور ابتدائی دین کی تعلیم ہو، اور اسکول بھیجنے سے زیادہ اور انگریزی پڑھوانے سے زیادہ، اور ہندی پڑھانے سے زیادہ، اور نوکری کے قابل بنانے سے زیادہ، پچاس گنا نہیں، سو گنا نہیں، ہزار گنا زیادہ اس کی فکر ہو کہ ہمارا بچہ اللہ کو پہچانے اور اس کے رسول کو جانے، اور وہ موحد ہو، خدا کے سوا کسی کو نفع نقصان پہنچانے والا، اس کارخانہ عالم میں دخل دینے والا اور اس میں سیاہ و سپید کا مالک کسی کو نہ سمجھے، اور وہ سمجھے کہ روزی اس کے ہاتھ میں ہے، زندگی اس کے ہاتھ میں ہے، قسمت اچھی بری قسمت سب اس کے ہاتھ میں ہے، وہی سب کچھ کرنے والا ہے، بس یہ بات گھر گھر محلہ محلہ ہونا چاہیے۔ ہم دل پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہیں کہ بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کو ان کی صحت پر مقدم رکھیں۔ اور بچے کی سمجھ پر اور بچے کی صلاحیت پر سلیقہ پر اور تندرست ہونے پر اور روزی کمانے کے قابل بننے پر، سب پر ترجیح دیں کہ یہ اللہ و رسول کو پہچانتا ہو، اور توحید سے، توحید کے راستے سے، توحید کی لکیر سے ایک ذرہ برابر ہٹنے کے لیے تیار نہ ہو، چاہے روزی ملتی ہو چاہے جاتی ہو، اور چاہے کوئی خطرہ ہو، کچھ ہو، بس عقیدہ میں پکا ہو، توحید میں پکا ہو، اور نماز روزہ کا پابند ہو، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ والدین کے فرائض کو سمجھتا ہو، حقوق کو سمجھتا ہو، اور اس کے ساتھ ساتھ محبت کرنے کی عادت ہو، شرافت ہو، اخلاق ہو، انسانیت ہو، یہ سب ہو، لیکن سب سے بڑھ کر عقیدہ صحیح ہو اور فرائض کا پابند ہو، اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو سب کو توفیق دے۔

موجودہ حالات اور چند گذارشات

مولانا سید بلال عبد الحی حسنی ندوی

حکومتیں آتی ہیں اور جاتی ہیں، کبھی کسی کو زیادہ وقت ملتا ہے اور کسی کو کم، یہ وہ ظاہری کامیابی ہے جس کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں، خود ہندوستان میں اندرا گاندھی کے زمانہ میں ایک دور ایسا گذرا کہ نہیں لگتا تھا کہ اس اقتدار کو بھی جلد ایسا زوال آنے والا ... مدت کی پیشین گوئی اگر کی جا سکتی ہے تو اندر کی اس ٹھوس محنت سے کی جا سکتی ہے، جو قومیں یا جماعتیں کرتی ہیں، مستقبل اس زمینی اور ٹھوس محنت کا ہوتا ہے جو مسلسل کی جائے، جس میں کچھ عرصہ کے لئے ظاہری کامیابیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے وہ بنیادی کام کئے جائیں جو قوموں کی کامیابیوں کے لئے شاہ کلیدی کی حیثیت رکھتے ہیں، ورنہ الیکشن کی محنت ہو سکتا ہے کچھ سیٹیں کسی کی بڑھا دے یا گھٹا دے لیکن یہ مسئلہ کا حل نہیں۔

موجودہ حالات میں خاص طور پر مسلمانوں پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اس کے پاس جو سماجی و اخلاقی نظام زندگی ہے، اس سے دنیا کی قومیں عاری ہیں، لیکن افسوس کہ ان کے اندر اس نظام کو پیش کرنے اور دنیا کو نیا رخ دینے کا وہ ذوق اور صلاحیت کم ہوتی جا رہی ہے جو کبھی مسلمانوں کا امتیاز تھا۔ آج سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مسلمان اپنا جائزہ لے کر نیا سفر شروع کریں، سفر میں رکاوٹیں اور دشواریاں آ سکتی ہیں، لیکن منزل جس کے پیش نظر ہو وہ کبھی ہمت نہیں ہارتا، وہ ہمیشہ نئے نئے راستے تلاش کرتا ہے اور منزل کو پانے کے لئے سرگرداں رہتا ہے، مایوسی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، مسلمانوں کا کبھی یہ شیوہ نہیں رہا، اس لئے مایوسی کے لفظ کو حرف غلط کی طرح مٹا دینا چاہئے۔

سب سے پہلے ہمیں اپنی ایمانی سطح کو بلند کرنے کی ضرورت ہے، اللہ پر یقین اور اس کے فیصلوں پر راضی برضا رہنا، جو ہوتا ہے وہ حقیقت میں فیصلہ الٰہی ہے، کوئی طاقت و اقتدار میں آتا ہے تو اللہ کے حکم سے آتا ہے، اس کی مصلحتیں بھی وہ حکیم و خبیر خوب جانتا ہے اور یقیناً ہماری بداعمالیوں کا شاخسانہ بھی ہمیں بھگتنا پڑتا ہے، ہم اپنے ایمان کو مضبوط کریں، ایمانی تقاضوں کو بلند کریں اور اسلام کے مکمل نظام حیات کو اپنی زندگی کے لئے دستور العمل بنائیں۔

دوسرے یہ کہ ہمیں تعلیم کے میدان میں آنا ہوگا اور اس کا نظام اپنے ہاتھوں میں لینا ہوگا، زندگی کے تقاضوں کو سمجھ کر ہر شعبہ زندگی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا ہوگا اور علم کو اخلاق سے جوڑ کر انسانیت کے لئے ایک نیا راستہ ہموار کرنا ہوگا، جس کی ساری دنیا کو ضرورت ہے، اس کے ... نز قائم کرنے پڑیں گے، جہاں ہماری پچانوے فیصد آبادی تعلیم حاصل کرتی ہے، اگر ان اداروں کے لئے ہم نے فکر نہ کی، تو یہ نئی نسل ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گی، آگے کی تعلیم کے لئے بڑے پیمانہ پر کوچنگ سینٹرز کی بھی ضرورت ہے، جہاں ہماری نئی نسل صحیح اسلامی فکر کے ساتھ میدان عمل میں آ سکے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہمیں محلہ محلہ ایک ایک مسجد کو مرکز بنا کر اپنا اجتماعی نظام بھی قائم کرنے کی ضرورت ہے، اس مسجد سے متعلق کوئی گھر ایسا نہ بچے جس کی ہمیں فکر نہ ہو، ہر ہر گھر کا ایک ایک بچہ اور بچی ضروری دینی تعلیم حاصل کرے، جس سے اس کا ایمان محفوظ رہ سکے، اس کے علاوہ ایک ایک گھر کی بنیادی پریشانیوں کا ہمیں علم ہو اور ان کو دور کرنے کا بھی نظام بنایا جائے، غریبوں کے روزگار کی بھی فکر کی جائے اور اس کے لئے بھی تدبیریں اختیار کی جائیں، صاحب فکر اور صاحب ثروت طبقہ اس کو دینی مزاج کے ساتھ اپنا میدان عمل بنائے اور اس کے لئے ضروری وسائل اختیار کرے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ہم اپنے اخلاق و انسانیت کے ساتھ دنیا کے سامنے آئیں اور ان غلط فہمیوں کو اپنے طرز عمل سے دور کریں جو اس وقت برادران وطن میں پیدا کی جا رہی ہیں ہم مکمل اسلام کو اپنی زندگی میں داخل کریں اور اپنے اخلاق سے دل جیتنے کی کوشش کریں، تو یقیناً یہ کام آسان ہو جائے گا اور اس کے ساتھ وہ پیام انسانیت کا لٹریچر بھی عام کرنے کی کوشش کی جائے، جس سے ذہن سازی ہوتی ہو، ملاقاتیں بھی کریں، کارنر میٹنگیں اور ڈائلاگ بھی اس سلسلہ میں مفید ہے، مدارس کو مضبوط کرنا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے کہ یہی دین کے قلعے ہیں، یہیں سے ہم کو اپنے کاموں کے لئے طاقت و تدبیر مہیا ہوگی۔

یہ چند ضروری اور ٹھوس کام ہیں، جو ان شاء اللہ ہمارے کامیاب مستقبل کی ضمانت ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پوری طاقت اور تدبیر کے ساتھ ان کاموں میں لگ جائیں، اللہ کی مدد شامل حال ہوگی اور ان شاء اللہ کل حالات کچھ اور ہوں گے۔

Scanned with CamScanner

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کیجئے

مولانا محمد سالم شمسی

رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اسلام کا ایک بہت بڑا تقاضا ہے۔

واتقوا الله الذی تساء لون به والأرحام(النساء: ۱) اوراللہ سے ڈروجس کے سبب تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو،اوررشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے سے (بھی) ڈرو۔اس آیت میں رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے کی تاکید کی گئی اوران سے قطع تعلق کرنے سے منع کیا گیا،اوراس کی علت یہ بیان کی گئی کہ تم جیسے بھی ہواور جہاں کہیں بھی ہواور جس رنگ کے بھی ہوتم سب ایک ہی شخص سے پیدا کئے گئے ہواور ایک ہی شخص کی اولاد ہو۔لہذا سب اختلافات،رنگ ونسل اورزبان ووطن ونسل کو بالائے طاق رکھ کرتم سب کو ایک دوسرے پر رحم کرنا چاہیئے اور ایک دوسرے کے کام آنا چاہئے۔چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشا،فرمایا: تمہارارب ایک ہے تمہاراباپ ایک ہے،اورکسی عربی کوعجمی پراور کسی گورے کوکالے پرکوئی فضیات نہیں سوائے تقوی وپرہیز گاری کے۔

اسی طرح کی ایک اورروایت میں جوسیدنا ابوسعید خدری سے مروی ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاراباپ ایک ہے،اورتمہارادین ایک ہے،اورتمہاراباپ آدم ہے،اورآدم کومٹی سے پیدا کیا گیا۔سیدنا انس بن مالک فرماتے ہیں: کہ ان کے دوغلام تھے ایک حبشی اوردوسرا نبطی۔وہ دونوں آپس میں لڑپڑے اور ار یک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے۔ایک نے کہا: اے حبشی! دوسرے نے کہا: اے نبطی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کرفرمایا ایسا نہ کہو،تم دونوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب میں سے ہو۔

جب تمام انسانوں میں آپس میں بھائی کا رشتہ ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

سیدنا ابو ہریرۃؓ سے ایک اورروایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں تین خصلتیں ہوں اللہ تعالی اس سے حساب لینے میں آسانی فرمائیگا اوراپنی رحمت سے اس کو جنت میں داخل فرمائیگا۔صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں،وہ کون سی تین خصلتیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوتم کومحروم کرے اس کودو، جوتم سے قطع تعلق کرے اس سے تعلق جوڑ واور جوتم پر ظلم کرے اس کومعاف کردو۔جب تم یہ کرلوگے تو اللہ تعالی کی رحمت سے تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ایک اورروایت میں ہے کہ جوشخص یہ پسند کرتا ہو کہ اس کی عمر بڑھے اوراس کے رزق میں وسعت اور فراخی ہواوراس سے بری موت کودور کیا جائے،وہ اللہ سے ڈرے اورصلہ رحمی کرے۔

اس مضمون کی حدیث بخاری اور مسلم میں بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں فراخی کی جائے اوراس کی عمر میں زیادتی کی جائے وہ رشتہ داروں سے تعلق جوڑے۔اورسیدنا ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر جمعرات کو جمعہ کی شب بنوآدم کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔جو شخص رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا ہو اس کا عمل قبول نہیں ہوتا۔(احمد)

ایک اورروایت میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قاطع رحم جنت میں داخل نہیں ہوگا،سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زنا اور قطع رحمی کے علاوہ اور کسی گناہ پر اللہ تعالی دنیا میں جلدی مواخذہ نہیں فرماتا اورآخرت میں بھی اس کی سزا کو ذخیرہ کرتا ہے،سیدنا عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ باپ کی وفات کے بعداس کے دوستوں سے تعلق جوڑ کررکھا جائے۔

جوشخص کمزور رشتہ داروں سے قطع تعلق کرلے اوران کوچھوڑ دے،ان پر تکبر کرے اوران سے بھلائی کا سلوک نہ کرے حالانکہ وہ امیر اور مالدار ہے جب کہ اس کے رشتہ دار غریب اور قلاش ہیں،تو وہ جنت سے محرومی کے وعدہ سزا میں داخل ہے،ہاں بارگاہ الوہیت میں توبہ کرے اوران سے حسن سلوک کرے۔

چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے رشتہ دار کمزور ہوں اوروہ ان سے اچھا سلوک نہ کرے بلکہ اپنا صدقہ دوسروں کودے،اللہ تعالی نہ تو اس کا صدقہ قبول کریگا اور نہ قیامت کے روز اس کی طرف نظر (رحمت) فرمائیگا۔

اور اگرآدمی غربت اور قلاش ہوتوان (رشتہ داروں) سے ملاقات اوران کی خیریت دریافت کرنے کے ذریعے ان سے صلہ رحمی کرے کیونکہ سرکا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صلوا ارحامکم ولو بالسلام" صلہ رحمی کرواگرچہ سلام (کہنے) کے ذریعہ ہی ہو۔(طبرانی فی الاوسط)

ایک اورروایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیصل رحمة"(بخاری) جوشخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے صلہ رحمی کرنی چاہئے۔سیدنا علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے اپنے صاحبزادے سے ایک روز فرمایا: اے بیٹے! کسی ایسے شخص کے پاس نہ بیٹھنا جورشتہ داروں سے تعلق توڑتا ہے۔میں نے اللہ کی کتاب میں اسے تین جگہ ملعون پایا ہے۔سیدنا حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں ہراس شخص کو جواپنے رشتہ داروں سے تعلق توڑتا ہے۔اسے مجبور کرتا ہوں کہ وہ ہماری حدیث سنانے کے حلقہ سے اٹھ جائے۔ایک شخص حلقہ کے آخر سے اٹھا اوراپنی پھوپھی کے پاس گیا جس سے اس نے کئی سالوں سے تعلق توڑ رکھا تھا۔اس نے اس سے صلح کرلی۔پھوپھی نے بھتیجے سے اس صلح کی وجہ پوچھی۔اس نے کہا کہ میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ میں ہر قاطع رحم کومجبور کرتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس سے اٹھ جائے۔اس نوجوان کی پھوپھی نے اس سے کہا: جاؤ اور ابو ہریرۃؓ سے پوچھو کہ انہوں نے یہ بات کیوں کہی۔وہ نوجوان سیدنا ابو ہریرۃؓ کے پاس اس بات کی وجہ پوچھنے کیلئے آیا کہ قاطع رحم آپؓ کی مجلس میں کیوں نہیں بیٹھ سکتا؟ سیدنا ابو ہریرۃؓ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

"ان الرحمة لاتنزل علي قوم بينهم قاطع رحم' بے شک ان لوگوں پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جن میں کوئی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا ہو۔(الترغیب والترہیب)

سورۃ البقرہ کی آیت میں رشتہ داروں کو مال ودولت دینے کے بارے میں بھی کہا گیا۔ارشاد خداوندی ہے:واتی المال علی حبه ذوی القربی....الخ"اور مال سے اپنی محبت کے باوجود(اللہ کے حکم سے) رشتہ داروں کیلئے خرچ کرو۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان تندرست اورصحت مند ہواوراس کو مال کی حاجت اورضرورت بھی ہوتا کہ وہ اپنی آل واولاد کے مستقبل کو سنوار سکے اورخوداپنے مستقبل کے منصوبوں کوبھی پایہ تکمیل تک پہنچا سکے اورفقر وفاقہ کا بھی خطرہ لاحق ہو۔ان سب چیزوں اور خطرات کے باوجود پھر بھی وہ اپنا مال اللہ تعالی کی راہ میں رشتہ داروں،اعزاء واقارب یتیموں مسکینوں مسافروں اورسوال کرنے والوں اور مانگنے والوں پرخرچ کرتا ہے اوراپنے مال سے ان کی ضروریات کے گیسوسنوارتا ہے اوران کی ضرورتوں اورحاجتوں کو پورا کرتا ہے۔چنانچہ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوۃ کے بارے میں سوال کیا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔پھرآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔(ترمذی)

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: سب سے افضل صدقہ پہلوتہی کرنے والے مخالف رشتہ دار پرصدقہ کرنا ہے۔(سنن کبری)

زکوۃ،قربانی،عشر،صدقہ فطر یہ سب صدقات واجبہ ہیں۔باقی صدقات نافلہ اور مستحب ہیں۔صدقات واجبہ ماں باپ، اولاداورشوہر یا بیوی کے علاوہ ان رشتہ داروں کو دیئے جائیں گے جوفقرا اورغریب ہوں بشرطیکہ مسادات میں سے نہ ہوں۔اورنفلی صدقات دینے کیلئے کوئی شرط نہیں وہ ہر رشتہ دار کودیئے جاسکتے ہیں۔

چنانچہ ابوامام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا رشتہ دار پرصدقہ کرنے کا دوہرا اجر ہے۔

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر رشتہ داروں کی مالی مدد کرنے کا ذکر ہوا ہے۔ایک مقام پرتو حکم کے لفظ سے فرمایا:ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی"(نحل:۹۰) بے شک اللہ تعالی عدل اورحسن سلوک اورقرابت داروں کودینے کا حکم کردیتا ہے۔

اس آیت میں "ایتا" کے معنی "اعطا" کے ہیں۔یعنی کسی کوکوئی چیز دینا اورذی القربی کے معنی رشتہ دار ہیں۔آیت میں اتنا کہا گیا کہ: ایتاءذی القربیٰ"یعنی رشتہ داروں کودیا جائے۔یہاں یہیں بتایا کہ کیا چیز دینا ہے، لیکن ایک دوسری آیت میں بتایا:'فات ذی القربی حقه "یعنی رشتہ دار کواس کا حق دو۔اس حق میں رشتہ دارکو مال،خبر گیری،زبانی ہمدردی اورتسلی کا اظہار اوران کے ساتھ ہرقسم کا احسان کرنا ہے،لیکن آیت کے شروع میں عدل اوراحسان کا حکم فرمایا،اوررشتہ داروں اور قرابت داروں کوان کے حقوق دینا اوراپنے مال میں سے ان کی مدد کرنا اگروہ غریب ہیں،شامل ہے۔چنانچہ سیدنا ابوبکرؓ فرماتے ہیں: کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سرکشی اوررشتہ داروں سے تعلق کے سوااورکوئی گناہ ایسانہیں ہے جس کو اللہ تعالی دنیا میں جلد سزادے دیں اورآخرت میں بھی اس کی سزا کا ذخیرہ کرر کھا ہو۔

اعلان داخلہ

جامعة المؤمنات الاسلامیه

AL MOMENAT GIRLS SCHOOL PATNA

فیڈرل کالونی،عیسیٰ پور،پھلواری شریف پٹنہ۔۸۰۱۵۰۵،موبائل: 9798203144_8340706164

بانی:امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین رحمة الله علیه

☆لڑکیوں کیلئے اسلامی ماحول میں دینی وعصری تعلیم ☆باصلاحیت معلمات کی نگرانی میں بہار بورڈاورسی بی ایس سی نصاب کے مطابق میٹرک تک تعلیم،ساتھ میں پانچ سالہ عالمیت کورس ☆لڑکیوں کے لئے حفظ قرآن کا شعبہ☆نصاب میں کمپیوٹر،دستکاری اور امور خانہ داری شامل☆پانچ منزلہ کشادہ وخوبصورت عمارت میں مناسب فیس پر قیام وطعام اور دیگر ساری سہولیات موجود،داخلہ کی کاروائی جاری،جلد رابطہ کریں۔

آپ ہمیں اپنی بچی دیں،ہم انہیں اچھی تعلیم وتربیت دے کرایک تعلیم یافتہ،نیک سیرت اوروفاشعار بیٹی بنا کرآپ کے حوالہ کریں گے ان شاءاللہ۔

عبدالواحدندوی

ناظم جامعۃ المومنات وصدرشعبۂ عربی مغربی کالج

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں | محمد عادل فریدی | تعلیم و روزگار

امریکہ نے 71 روسی اداروں پر پابندی لگائی

امریکی محکمہ تجارت کے بیورو آف انڈسٹری اینڈ سیکیورٹی (بی آئی ایس) نے ایک نوٹس جاری کیا ہے، جن میں اس نے 71 نئے بلیک لسٹڈ روسی اداروں کے نام شائع کیے ہیں، جن میں ہوائی جہاز اور جہاز سازی کی کمپنیاں بھی شامل ہیں۔ بیورو نے نوٹس میں کہا، "24 فروری 2022 کو یوکرین پر روس کے حملے کے جواب میں، امریکی محکمہ تجارت 71 روسی اداروں کو شامل کر کے ایکسپورٹ ایڈمنسٹریشن ریگولیشنز (ای اے آر) میں ترمیم کر رہا ہے۔ (یو این آئی)

برازیل میں بارش اور لینڈ سلائیڈنگ سے 127 افراد ہلاک

برازیل کی شمال مشرقی ریاست پرنمبوکو میں شدید بارش اور لینڈ سلائڈنگ کے نتیجے میں مرنے والوں کی تعداد بڑھ کر 127 ہوگئی ہے ابھی مزید ہلاکتوں کا اندیشہ ہے۔ برازیل کی سول پروٹیکشن ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق ریسیفے شہر کے قرب و جوار سے نئی لاشیں ملی ہیں۔ (یو این آئی)

ترکی نے اپنا نام تبدیل کیوں کرلیا؟

اقوام متحدہ نے ترکی (Türkei) کے تبدیل شدہ نام "ترکیہ" (Turkiye) کو منظوری دے دی ہے۔ صدر اردوغان نے گزشتہ برس ہی اس نئے نام کے لیے مہم شروع کی تھی، انقرہ نے دیگر ممالک اور عالمی اداروں سے اب ملک کا نیا نام ترکیہ استعمال کرنے کی درخواست کی ہے۔

اقوام متحدہ کے ترجمان اسٹیفن جارک نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ ترکی کا تبدیل شدہ نام ترکیہ فوراً نافذ العمل ہوگیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بدھ کے روز ترکی کی جانب سے اقوام متحدہ کو اس حوالے سے باضابطہ درخواست موصول ہوئی تھی جس میں جمہوریہ ترکی کا نام تمام دستاویزی کارروائیوں میں "ترکیہ" کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ سکریٹری جنرل انتونیو گوٹریش کو ترک وزیر خارجہ مولود چاؤش اولو کی جانب سے درخواست موصول ہونے کے بعد اقوام متحدہ میں جمہوریہ ترکی کا نام "ترکیہ" کے طور پر رجسٹرڈ کرلیا گیا ہے۔

نام تبدیل کرنے کا مقصد ری برینڈنگ: اقوام متحدہ کی جانب سے نام کی تبدیلی کی منظوری سے ایک روز قبل ترک وزیر خارجہ مولود چاؤش اولو نے ایک تصویر کے ساتھ اپنی ٹوئٹ میں لکھا تھا، "میں نے ایک خط سکریٹری جنرل کو بھیجا ہے جس میں اپنے ملک کا نام اقوام متحدہ میں غیر ملکی زبانوں میں "ترکیہ" (Turkiye) کرنے کی درخواست کی ہے۔" انہوں نے مزید کہا کہ نام تبدیل کرنے سے ہمارے ملک کے برانڈ ویلیو میں اضافہ کرنے کا عمل تکمیل کو پہنچ جائے گا، جس مہم کا آغاز صدر رجب طیب ایردوغان نے کیا تھا۔ ترکی گزشتہ کئی برسوں سے اپنی مصنوعات کی برانڈنگ "میڈان ٹرکی" سے "میڈان ٹرکیہ" کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ صدر رجب طیب ایردوغان نے گزشتہ برس ایک صدارتی حکم نامہ جاری کیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ تمام رسمی مراسلت اور کاروباری برانڈنگ میں ترکی کے بجائے ترکیہ کا لفظ استعمال کیا جائے۔ حالانکہ ترکی کے عوام کی اکثریت پہلے سے ہی اپنے ملک کو ترکیہ پکارتی ہے، لیکن اس کے باوجود انگریزی میں استعمال کیا جانے والا نام ترکی ملک کے اندر بھی کافی مقبول ہے۔ ترکی کے برآمد کنندگان کی تنظیم نے ملک کی مصنوعات پر جنوری 2020 سے ہی "میڈان ترکیہ" لکھنا شروع کر دیا تھا۔

نام تبدیل کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے: ترکی (Turkey) کو جب گوگل پر سرچ کیا جاتا ہے تو جمہوریہ ترکی کے سرخ پرچم کے ساتھ ہی ٹرکی نام کے ایک پرندے کی تصویر بھی سامنے آتی ہے۔ جسے امریکہ میں 'تھینکس گیونگ ڈے' کے موقع پر بڑے اہتمام کے ساتھ پکایا اور کھایا جاتا ہے۔ ڈکشنری میں ٹرکی کا ایک مفہوم "احمق اور بے وقوف شخص" بھی درج ہے۔ صدر رجب طیب ایردوغان کے حکم نامے میں ترکی کو بدل کر ترکیہ کرنے کی وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ یہ لفظ ترک قوم کی ثقافت، تہذیب اور اقدار کی نمائندگی کرتا ہے۔ تاہم بعض مبصرین اسے ملک کی ری برینڈنگ کی کوشش قرار دیتے ہیں۔ جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں پروفیسر مصطفیٰ اکسا کل نے نیویارک ٹائمز سے بات چیت کرتے ہوئے کہا، "نام کی تبدیلی کچھ لوگوں کو مضحکہ خیز لگے گی لیکن یہ ایردوغان کو ملک کے محافظ اور بین الاقوامی احترام دلانے والے کردار کے طور پر پیش کرتا ہے۔"

اخبار نے مزید لکھا ہے کہ یہ پیش رفت اگلے برس ہونے والے صدارتی انتخابات نیز عثمانی خلافت کے خاتمے کے بعد نئی مملکت کے قیام کے ایک صدی مکمل ہونے سے قبل ہوئی ہے۔ خیال رہے کہ اقوام متحدہ اس سے قبل بھی کئی ملکوں کے ناموں میں تبدیلی کو منظوری دے چکا ہے۔ (بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

یو پی ایس سی کی تیاری کے لیے جامعہ ملیہ اسلامیہ کا رہائشی کوچنگ سنٹر

جامعہ ملیہ اسلامیہ کی ریذیڈنشیل کوچنگ اکیڈمی (RCA) پسماندہ طلبہ و طالبات کو ایک بہتر اور پرسکون ماحول کے ساتھ مفت کوچنگ اور تربیت فراہم کرتی ہے جو سول سروسز اور دیگر مسابقتی امتحانات کے خواہشمندوں کے لیے ملک میں اہم کوچنگ اکیڈمی میں سے ایک ہے۔ اس سال جامعہ کوچنگ سینٹر کی طالبہ شروتی شرما نے UPSC میں ٹاپ کیا ہے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ یونیورسٹی میں رہائشی کوچنگ اکیڈمی کا قیام اکتوبر 2010 میں جامعہ میں اقلیتوں، ایس سی، ایس ٹی اور طالبات کو سول سروسز اور دیگر مسابقتی امتحانات کے لیے مفت رہائشی کوچنگ فراہم کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ ڈائریکٹر آر سی اے پروفیسر عابد حلیم نے کہا کہ اکیڈمی تعلیمی ماحول میں ایک بہتر نظام اور 24x7 لائبریری کی سہولیات، پیشہ ورانہ ٹیسٹ سیریز اور انٹرویوز کے ساتھ ایک بہترین پیر گروپ فراہم کرتی ہے۔

پروفیسر عابد حلیم نے بتایا کہ یونیورسٹی 2 جولائی 2022 کو دس مراکز دہلی، سری نگر، جموں، پٹنہ، حیدرآباد، ممبئی، لکھنؤ، گوہاٹی، بنگلورو اور ملاپورم (کیرالہ) میں امیدواروں کے انتخاب کے لیے داخلہ امتحان کا انعقاد کرے گی۔ محمد طارق نے کہا کہ یہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے لیے بڑے فخر کی بات ہے کہ یونیورسٹی کی رہائشی کوچنگ اکیڈمی (RCA) کی شروتی شرما نے یو پی ایس سی سول سروسز امتحان 2021 میں پہلا رینک حاصل کیا۔ آر سی اے کی نو لڑکیوں سمیت کل تیس طلبہ کو سول سروسز 2021 کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ بہت سے منتخب امیدواروں کو IAS، IPS، IFS اور دیگر مرکزی خدمات حاصل ہوں گی۔

آر سی اے میں داخلہ کیسے لیا جائے؟

رہائشی کوچنگ اکیڈمی (RCA)، جامعہ ملیہ اسلامیہ (JMI)، اقلیتیوں، ایس سی، ایس ٹی اور طالبات سے سول سروسز (پریلیمری-کم-مین) امتحان-2022-2023 کی تیاری کے لیے مفت کوچنگ (ہوسٹل کی سہولت کے ساتھ) کے لیے درخواستیں طلب کر رہی ہے۔ آن لائن درخواست فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 15 جون 2022 ہے۔

سول سروسز کے لیے شیڈول (پریلیمری-کم-مین) 23-2022 کوچنگ پروگرام:

درخواست کی تاریخیں: آن لائن درخواست 16 مئی 2022 کو www.jmicoe.in پر شروع ہو چکی ہے۔ درخواست فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 15 جون 2022 ہے۔ تحریری امتحان 2 جولائی 2022 کو ہوگا۔

پیپر 1 - جنرل اسٹڈیز (آبجیکٹیو ٹائپ): وقت صبح 10.00 سے 11.00 بجے تک، پیپر-2 مضامین کے لیے: جولائی 2022، صبح 11:00 بجے سے دوپہر 1:00 بجے تک، تحریری امتحان کا نتیجہ (عارضی): 25 جولائی 2022، انٹرویوز (عارضی) 01-08 اگست 2022، حتمی نتیجہ (عارضی): 10 اگست 2022، داخلے کی تکمیل کی آخری تاریخ: 16 اگست 2022، ویٹنگ لسٹ کے امیدواروں کے لیے رجسٹریشن: 17 اگست 2022، ویٹنگ لسٹ کے امیدواروں کے لیے داخلہ: 19 اگست 2022، کلاسز (اورینٹیشن): 22 اگست 2022، انٹری ٹیسٹ دس مراکز پر منعقد ہوں گے۔ دہلی، سری نگر، جموں، حیدرآباد، ممبئی، لکھنؤ۔ گوہاٹی۔ پٹنہ، بنگلورو اور ملاپورم (کیرالہ)

اہلیت کا معیار: صرف وہ امیدوار جنہوں نے پہلے ہی اپنی گریجویشن مکمل کر لی ہے اور سول سروسز 2023 میں درخواست دینے کے اہل ہیں انہیں JMI-RCA کے لیے درخواست دینے کی ضرورت ہے۔

ایک نظر میں کوچنگ: کوچنگ میں جنرل اسٹڈیز، CSAT اور منتخب کردہ اختیاری پیپرز ٹیسٹ سیریز، جوابات کی تشخیص، اور مضمون لکھنے کی مشقیں نصاب کا حصہ ہوں گی۔ اکیڈمی ان لوگوں کے لیے فرضی انٹرویو بھی کرے گی جو پرسنلٹی ٹیسٹ کے لیے کوالیفائی کرتے ہیں۔

ٹیسٹ سیریز (پریلم) جنوری 2023 سے اپریل 2023 تک منعقد کی جائے گی۔ ٹیسٹ سیریز (مین) جون سے ستمبر 2023 تک منعقد کی جائے گی۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کا اسپورٹس کمپلیکس آر سی اے کے اندراج شدہ طلبہ کے لیے یونیورسٹی کے قوانین کے مطابق اس کے طلبہ کے لیے دستیاب ہوگا۔

کتنی سیٹیں دستیاب ہیں؟: ہاسٹل میں رہائش لازمی ہے اور تمام داخل شدہ طلبہ کو فراہم کی جائے گی۔ دستیاب نشستیں 100 ہیں۔ کمی کی صورت میں، ہاسٹل کی نشستیں مرحلہ وار طور پر الاٹ کی جا سکتی ہیں، سختی سے داخلہ ٹیسٹ کے ذریعے طے شدہ میرٹ کی بنیاد پر۔ تاہم، اگر کافی مستحق امیدوار دستیاب نہیں ہوتے ہیں تو RCA انٹیک کو کم کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے، کھانے کے لیے چارجز: ماہانہ مینٹیننس چارجز 1000 روپے ہوں گے، اور خواہشمند کم از کم چھ ماہ کے لیے بطور ایڈوانس 6000 روپے ہوں۔ میس چارجز ہر ماہ 2500 سے 3000 فی مہینہ تک ہوتے ہیں۔

درخواست فارم JMI امتحانات کی ویب سائٹ www.jmicoe.in پر آن لائن بھرے جائیں گے۔ درخواست کے لیے صرف -/850 کی فیس کچھ دیگر بنیادی چارجز کے ساتھ آن لائن جمع کرانی ہوگی۔

بہار ریاستی سنی وقف بورڈ کی جانب سے مولانا سجاد میموریل اسپتال کو ایمبولینس کا تحفہ

نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب و دیگر ذمہ داران کی موجودگی میں چیر مین سنی وقف بورڈ نے ایمبولینس کی چابی حوالہ کی

بہار ریاستی سنی وقف بورڈ پٹنہ کی جانب سے امارت شرعیہ کی نگرانی میں چلنے والے مولانا سجاد میموریل اسپتال کو ایک عدد ایمبولینس عطیہ کیا گیا ہے۔ بہار ریاستی سنی وقف بورڈ کے چیر مین جناب ارشاد اللہ صاحب اور سی ای او جناب خورشید صاحب نے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی و دیگر ذمہ داران کی موجودگی میں ایمبولینس کی چابی اسپتال کے سکریٹری مولانا سہیل احمد ندوی صاحب کے حوالہ کی۔ اس موقع پر ایک چھوٹی سی نشست منعقد ہوئی جس میں حضرت نائب امیر شریعت نے امارت شرعیہ اور اسپتال کی مختلف الجہات خدمات کا تذکرہ کیا اور ایمبولینس گفٹ کرنے پر بہار ریاستی سنی وقف بورڈ کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی قیادت میں الحمدللہ امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات بہت تیزی سے ترقی کر رہے ہیں اور اس کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ امارت شرعیہ کی مختلف الجہات خدمات کی توسیع میں سنی وقف بورڈ اپنا تعاون اور حمایت اسی طرح جاری رکھے۔ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے اس موقع پر کہا کہ امارت شرعیہ صرف دینی اور شرعی امور ہی انجام نہیں دیتا بلکہ خدمت خلق اور حفظان صحت کے میدان میں بھی اس کی بڑی خدمات ہیں، ٹی بی بیداری مہم، ایڈس بیداری مہم، پولیو ویکسینیشن اور کورونا کے زمانے میں کووڈ ویکسینیشن کے تعلق سے اس نے مثالی کام کیا ہے۔ انہیں خدمات کے اعتراف میں آج سنی وقف بورڈ نے یہ تحفہ دیا ہے، اس کے لیے ہم سنی وقف بورڈ اور اس کے ذمہ داروں کے شکر گزار ہیں۔ امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ و عاملہ جناب مولانا ابوطالب رحمانی صاحب نے امارت شرعیہ کی خدمات کی تحسین کی اور وقف بورڈ کے اس اقدام کی ستائش کی۔ چیر مین بہار ریاستی سنی وقف بورڈ جناب ارشاد اللہ صاحب نے امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی سے اپنے دیرینہ اور خاندانی روابط کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کی وسیع تر خدمات کو بچپن سے دیکھ رہا ہوں اور میرے دل میں ہمیشہ یہ بات رہتی ہے کہ امارت شرعیہ کے کاموں میں جہاں تک ممکن ہو سکے تعاون پیش کروں، انہوں نے کہا کہ کووڈ-19 کے زمانے میں امارت شرعیہ نے بہت ہی بہتر کام کیا جس کے اعتراف میں سنی وقف بورڈ نے یہ چھوٹا سا تحفہ پیش کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ مستقبل میں بھی امارت شرعیہ کی خدمات کی توسیع میں سنی وقف بورڈ کا ہر قسم کا تعاون شامل رہے گا۔ اس مجلس میں اوقاف کمیٹی ضلع پٹنہ کے صدر عبدالباقی صاحب، بہار اسٹیٹ مائنورٹی کمیشن کے سابق چیر مین پروفیسر یونس حکیم، قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی، مفتی امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت، مولانا قمر انیس قاسمی، مولانا ارشد رحمانی، مولانا محمد عادل فریدی، مولانا صابر حسین قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام، گڈو ملک کے علاوہ دیگر کارکنان امارت شرعیہ و معززین شہر بھی موجود رہے۔ تقریب کے بعد چیر مین صاحب اور سی ای او بہار سنی وقف بورڈ دیگر معززین کے ساتھ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی رہائش گاہ پر پہونچے اور دعائیں لیں۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ایمان کا تقاضہ ہے کہ زندگی کے ہر مرحلہ میں اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ پر مطمئن ہوں: حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی

لعل گنج، ضلع ویشالی میں دارالقضاء کا قیام، حضرت امیر شریعت کی صدارت میں اجلاس عام کا انعقاد، مولانا شہواز عالم سستی پوری قاضی مقرر

مورخہ 2 جون 2022 روز جمعرات کو دن میں دس بجے امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام مدرسہ فردوس العلوم لعل گنج، ضلع ویشالی میں دارالقضاء کے قیام کے موقع پر ایک عظیم الشان اجلاس عام کا انعقاد امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ جس طرح ہم زبان سے اللہ کا کلمہ پڑھنے میں متحد ہیں اسی طرح عمل اور یقین میں بھی متحد رہیں۔ اور ایمان وعمل کے اتحاد کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم سب اپنی زندگی کے ہر مرحلہ میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو تلاش کریں اور اس پر مطمئن ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہر معاشرہ میں امن وسکون کا رہنا ضروری ہے اور امن وسکون کے قیام کے لیے معاشرہ میں انصاف کا ہونا لازمی ہے۔ اور یہ انصاف اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہی ممکن ہوسکتا ہے۔ تنازعات کا ہونا فطری ہے، مگر تنازعات کی صو... کے رسول کے حکم کے مطابق حل کرنا ہی اسلام کا تقاضہ اور اسلاف کا طریقہ ہے۔ اس لیے اپنے ہر مسئلہ کے... کے لیے دارالقضاء سے رجوع کریں، امارت شرعیہ اسی مقصد کے لیے دارالقضاء کے نظام کو وسعت دے رہی ہے تاکہ تمام مسلمانوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں تلاش کرنا آسان ہو جائے۔ دارالقضاء آپ کے مشکلات کو حل کرنے کا مرکز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب ہم اللہ، اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ یہ یقین رکھیں کہ اس دنیا کے بعد بھی ایک دنیا ہے جو ابدی اور ہمیشہ رہنے والی دنیا ہے اور اس ابدی دنیا کا سارا خیر اللہ اور اس کے رسول کی اتباع پر منحصر ہے۔ اس موقع پر نوجوان عالم دین اور مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ کے تربیت یافتہ مولانا شہواز عالم قاسمی کو حضرت امیر شریعت نے دارالقضاء لعل گنج کا قاضی مقرر کرتے ہوئے ان کے سر پر دستار قضا باندھی اور انہیں حلف دلایا آپ نے قاضی موصوف کو سند قضا عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں جناب مولانا محمد شہواز عالم قاسمی بن عبد المنان ساکن مقام سرسیا، ڈاکخانہ بٹون، ضلع سستی پور بہار کو حلقہ لعل گنج ویشالی، گرول مغربی، حاجی پور، بھگوان پور، بلسر ضلع ویشالی کا قاضی مقرر کرتا ہوں۔ موصوف فریقین اور گواہان کے بیانات کی سماعت کے بعد ان کے درمیان باہمی رضامندی سے مصالحت کرانے کی کوشش کریں گے، اگر معاملہ صلح پر حل ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ معاملہ کی مسل کو تصفیہ کے لیے مرکزی دارالقضاء ارسال کریں گے۔ آپ نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ہر معاملہ پر مکمل غور وفکر کریں، کسی شریف کی حمایت ان کی شرافت کی وجہ سے اور کمزور پر ظلم ان کی کمزوری کی وجہ سے نہ کریں۔ اور میں ان کو تمام ظاہری اور باطنی معاملات میں اللہ کی اطاعت اور اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتا ہوں، نیز ماموران کو بجالانے اور منہیات سے بچنے کی تاکید کرتا ہوں۔ اللہ ہی توفیق دینے والا اور معین ومددگار ہے۔

آپ نے اپنے خطاب کے دوران مدرسہ کے صدر حاجی شفیع صاحب، سکریٹری ڈاکٹر فیض احمد صاحب، مدرسہ کے رکن مولانا مصباح الاکرم صاحب اور مدرسہ کے جملہ اساتذہ وطلبہ کا شکریہ ادا کیا۔

اجلاس کا آغاز مدرسہ کے استاذ قاری جنید حسرت صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، نعت شریف مدرسہ کے طالب علم انضمام الحق نے پڑھی، نظامت مدرسہ کے استاذ مولانا عبدالغفور صاحبؒ کی، اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے موجودہ حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم اور آپ جس دور سے گزر رہے ہیں، اس میں ہمیں مختلف قسم کی مشکلات کا سامنا ہے، چاروں طرف سے مسلمانوں کے تشخص، ان کے شعائر اور ان کے اداروں پر یلغار ہو رہی ہے، ایسا لگتا ہے کہ ساری طاقتیں چاہتی ہیں کہ مسلمانوں کے وجود کو ختم کر دیا جائے، ان کے دلوں سے مسلمانوں کی ہیبت رعب اور دبدبہ ختم ہو چکا ہے، ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ایسا کیوں ہوا، ایسا اس لیے ہوا کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے احکام اور ان کے بتائے طریقوں سے گریز کیا، ہم نے اتحاد واتفاق کی راہ سے ہٹ کر اختلافات، نزاعات اور جھگڑوں کی راہ پر چلنا شروع کر دیا، آج امت پر آنے والا بڑا سے بڑا حادثہ ہمارے ضمیر کو بیدار نہیں کرتا، حالانکہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، دنیا کے کسی حصہ میں مسلمانوں پر کوئی ظلم ہو تو سارے مسلمانوں کو اس کے لیے بے چین ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے دلوں میں شریعت کی عظمت، اللہ کا خوف، اس کی خشیت اور اس پر توکل ہونا چاہئے۔ انہوں نے امارت شرعیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ بہار کے مسلمان اس حیثیت سے خوش قسمت ہیں کہ یہاں امارت شرعیہ کے ذریعہ ان کے لیے اپنی اجتماعی وانفرادی زندگی میں شریعت کو نافذ کرنے کی صورت موجود ہے۔ ہمارے اکابر نے امارت شرعیہ کو قائم کر کے ہمیں وہ طریقہ دے دیا ہے کہ ہم شریعت وطریقت کے جامع بن جائیں اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس نظام سے فائدہ اٹھائیں۔ قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے دارالقضاء کی اہمیت وضرورت کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اپنے جھگڑوں کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق حل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اسی لیے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کے بعد مسجد کے قیام کے ساتھ دارالقضاء کے نظام کو بھی قائم فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر شریعت کی پوری توجہ دارالقضاء کے نظام کو وسعت دینے پر ہے، آپ کے دور امارت میں اتنی کم مدت میں سات دار القضاء قائم ہو چکے ہیں، اور ان شاء اللہ جون کے اختتام تک دس دارالقضاء قائم ہو جائیں گے۔ مفتی امارت شرعیہ مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب نے کلمہ کی بنیاد پر اتحاد کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کا مقصد کلمہ واحدہ کی بنیاد پر امت کو متحد و مربوط رکھنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موجودہ حالات میں ذات پات اور مسلک ومشرب کے جھگڑوں سے اوپر اٹھ کر اکٹھا ہونے کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی انا، گھمنڈ اور کینہ کو ختم کریں اور معاشرہ میں اتحاد کو قائم کریں۔ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے خانوادہ رحمانی کے دینی، ملی، علمی، تذکیری، روحانی اور فکری کارناموں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اس خاندان کے جو کارنامے ہیں ان کو فراموش کرنا ناممکن ہے، انہوں نے ضلع ویشالی کی علمی، ادبی، تاریخی اور مذہبی خصوصیات پر بھی روشنی ڈالی اور کہا کہ یہ علماء، صلحاء، فقہاء اور صوفیاء کی سرزمین ہے۔ کئی مذاہب کا دینی وروحانی مرکز رہا ہے، ایسی تاریخی جگہ پر دار القضاء کے قیام کے لیے حضرت امیر شریعت اور ذمہ داران امارت شرعیہ شکریہ اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔ مولانا محمد عادل فریدی صاحب نے امارت شرعیہ کی تعلیمی سرگرمیوں کو بیان کرتے ہوئے یہ پیغام دیا کہ ہر شخص اپنے بچوں کی دینی تعلیم کا نظم اسی فکرمندی سے کرے جس طرح وہ اپنے بچوں کے روٹی کپڑے اور مکان کی فکر کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپنے بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ، ان کے دین، ایمان، عقیدے اور تشخص کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔ اس موقع پر مدرسہ کے سکریٹری ڈاکٹر فیض احمد اور مولانا نظر الہدیٰ قاسمی نے بھی خطاب کیا۔ اور دارالقضاء کے قیام پر حضرت امیر شریعت اور امارت شرعیہ کا شکریہ ادا کیا۔ جبکہ مولانا مصباح الاکرم صاحب نے حضرت امیر شریعت کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ اجلاس میں مولانا احتشام عالم رحمانی، مولانا فاروق رحمانی، صبغۃ اللہ رحمانی، مولانا نذیر عالم ندوی، مولانا فاروق اساتذہ مدرسہ احمدیہ ابابکر پور، ماسٹر شفیع صدر مجلس منتظمہ، ماسٹر غلام کبریا، ماسٹر علاء الدین، نسیم الہدیٰ مولانا تاج الہدیٰ، مولانا سالم، ماسٹر صاحب بھی شریک رہے، آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

نظام مصطفیٰ ہی دنیا اور آخرت کے خیر کا ضامن: حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی

مدرسہ ضیاء العلوم رام پور رہوا ضلع سستی پور میں دارالقضاء کا قیام، حضرت امیر شریعت کی صدارت میں اجلاس عام کا انعقاد، مولانا امان اللہ قاسمی قاضی مقرر

کلمہ کا بنیادی تقاضہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی دین اور شریعت کو اپنی ذات پر اور پورے معاشرے پر نافذ کریں، تبھی اطاعت کا حق ادا ہوگا۔ نماز کا حق یہ ہے کہ نماز کے بعد بھی ہم اسی طرح ماموران کو انجام دیتے ہوئے اور منہیات سے بچتے ہوئے زندگی گزاریں، جس طرح ہم نماز کے اندر عمل کرتے ہیں۔ اللہ کی عبادت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی مکمل اتباع ہماری زندگی کے ہر مرحلہ میں ہو، خواہ عبادات کا مرحلہ ہو، عقود ات کا ہو یا معاملات کا ہر شئے میں نظام خداوندی اور نظام مصطفوی کی اتباع ہی دنیا و آخرت کے ہر خیر کا ضامن ہے۔ یہ باتیں امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے امارت شرعیہ کے زیر اہتمام مورخہ 02 جون 2022 کو بعد نماز مغرب مدرسہ ضیاء العلوم رام پور رہوا، وارث نگر، ضلع سستی پور میں دار القضاء کے قیام کے موقع پر منعقد اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا اگر ہم نے نظام خداوندی سے ہٹ کر کوئی اور نظام اختیار کریں گے تو ہم قرآنی وعید کے حقدار ہوں گے اور دنیا و آخرت میں خسارہ ... طرف اسلام کا نور اور قرآن کا فیصلہ ہے، اور دوسری طرف انسانوں کا بنایا ہوا سسٹم ہے، ایک مسلمان ...نے کی حیثیت سے ہمیں پتہ ہونا چاہئے کہ ہمیں کون سا سسٹم اختیار کرنا ہے۔ اسی خدائی نظام تک ہم سب کی آسانی کے ساتھ رسائی کی غرض سے امارت شرعیہ نے داالقضاء قائم کیے ہیں اور اس کو وسعت دینے کے لیے پرعزم ہے، اور اسی سلسلہ کی کڑی کے طور پر آج آپ کے علاقہ میں دارالقضاء کا قیام ہوا ہے۔ اس لیے ہم سب اس نظام سے فائدہ اٹھائیں، اس ملک کا دستور بھی ہمیں اپنی ثقافت کو زندہ رکھنے اور اپنی شریعت کو اختیار کرنے کا حق دیتا ہے۔ دارالقضاء میں آپ کے معاملہ کو حل کرنے کے لیے تمام اسلامی مواد ات اور آلات موجود ہیں اس لیے آپ وہاں مسائل کا حل کرائے جائیں۔ اسلام کا نظام اِس دنیا سے اُس دنیا تک جاتا ہے، اس لیے وہاں فیصلے اچھے ہوتے ہیں اور انصاف کے مطابق ہوتے ہیں، اس موقع پر مدرسہ ضیاء العلوم کے ستر حفاظ کرام کی دستار بندی بھی حضرت امیر شریعت مدظلہ، نائب امیر شریعت اور دیگر علماء کے ہاتھوں ہوئی۔ دستار بندی کے اس موقع پر قرآن کریم کی عظمت پر حضرت نے نہایت موثر گفتگو فرمائی اور طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم کو روز پڑھنے کا معمول بنائیے، اور اپنے اندر ایسی استعداد پیدا کیجئے کہ اس کے معنی کو بھی سمجھ سکیں۔ خطاب سے پہلے آپ نے مولانا امان اللہ قاسمی صاحب کو ضلع سستی پور کے تینوں دارالقضاء کا قاضی مقرر کیا اور ان کے سر پر دستار قضا باندھی، ان کو سند قضا دیتے ہوئے مجمع کے سامنے ان کے قاضی ہونے کا اعلان کیا اور انہیں حلف دلایا۔ آپ نے انہیں تقویٰ، خشیت الٰہی اور انصاف کرنے کی وصیت کرتے ہوئے کہا کہ ہر معاملہ پر مکمل غور وفکر کریں، کسی شریف کی حمایت ان کی شرافت کی وجہ سے اور کمزور پر ظلم ان کی کمزوری کی وجہ سے نہ کریں۔ تمام ظاہری اور باطنی معاملات میں اللہ کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں، نیز ماموران کو بجالائیں اور منہیات سے بچتے رہیں۔

نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے مدرسہ ضیاء العلوم رام پور رہوا اور وہاں کے لوگوں کو دارالقضاء کے قیام پر مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ اسی سرزمین سے امارت شرعیہ کے وفاق المدارس الاسلامیہ کی تحریک شروع ہوئی تھی، یہ تحریکات کی سرزمین ہے، یہاں کے لوگ تحریکات سے جڑے ہیں، آج یہاں دارالقضاء کے قیام سے اس علاقہ کے لوگوں کی امارت شرعیہ سے وابستگی اور زیادہ پختہ اور مضبوط ہوگی۔ آپ نے ستر حفاظ کی دستار بندی پر بھی مدرسہ کے ذمہ داروں اور اساتذہ کو مبارک باد دی۔ مولانا محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء نے قضاء کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ انتشار واختلاف کی حالت میں کتاب وسنت کے مطابق مسئلہ کو حل کرنے کا حکم اللہ نے تمام انسانوں کو دیا۔ اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم دیا کہ وہ لوگوں کے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کے نزاعات کو ختم کریں۔ صحابہ کی تاریخ میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ انہوں نے کسی مسئلہ کو دارالقضاء کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے حل کرانے کی کوشش کی ہو۔ اس لیے ہم سب کے لیے بھی لازم ہے کہ اپنے آپسی انتشارات واختلافات کو دارالقضاء میں حل کرائیں۔ لوگ سوچتے ہوں گے کہ بغیر قوت نافذہ کے امارت شرعیہ کے فیصلے کیسے نافذ ہوں گے تو آپ جان لیجئے کہ امارت شرعیہ سو سالوں سے قائم ہے اور مسلمان اس کے فیصلوں کو ایمان کی طاقت کے ذریعہ تسلیم کرتے آئے ہیں۔ مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب نے دستار بندی حفاظ کرام کے موقع پر حفاظ کرام، ان کے والدین اور اساتذہ کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم عظیم اور مقدس کتاب ہے اور جس شخص اور شئے کی نسبت قرآن کریم سے جڑ جاتی ہے اس میں بھی عظمت پیدا ہو جاتی ہے۔ قیام دارالقضاء کی مناسبت سے آپ نے کہا کہ پوری دنیا میں امن وامان عدل وانصاف کے ذریعہ قائم ہوگا اور یہ عدل وانصاف دارالقضاء سے حاصل ہوگا، یہی وجہ ہے کہ امارت شرعیہ دارالقضاء کے نظام کو اتنی فکر کے ساتھ وسعت دے رہی ہے۔ مولانا محمد عادل فریدی صاحب نے امارت شرعیہ کے تعلیمی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا اور بنیادی دینی تعلیم کے حوالہ سے یہ پیغام دیا کہ اپنی نسل کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کے لیے ان کی دینی تعلیم کا نظم کرنا ہر شخص کے لیے لازم ہے۔ آج ہر طرف سے ہماری تہذیب وثقافت، تشخص وشعائر پر حملے ہو رہے ہیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو ایسے تعلیمی نظام سے جوڑیں جہاں ان کو اچھی تعلیم کے ساتھ ان کے ایمان وعقیدے اور اسلامی تشخص کی بھی حفاظت ہو سکے۔ جامع العلوم مظفر پور کے موقر استاذ مولانا صدر الحسن صاحب نے اپنی تقریر میں مدرسہ ضیاء العلوم کے قیام اور وہاں امارت شرعیہ کے دار القضاء کے قیام کے پس منظر کو بتایا۔ مولانا بشیر صاحب امام وخطیب جامع مسجد کچی سرائے مظفر پور نے اپنے خطاب میں مدارس اور علماء کرام کی عظمت پر زور دیا اور کہا کہ مدارس اسلامیہ دین کی خدمت کا مرکز ہیں اور معاشرہ کی ضرورت ہیں، ان کا احترام اور حفاظت ضروری ہے۔ مدرسہ ضیاء العلوم کے مہتمم مولانا محمد اظہار عالم قاسمی صاحب نے خطبہ استقبالیہ اور امیر شریعت کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ نظامت کے فرائض علاقہ کے نوجوان عالم دین اور مدرسہ ضیاء العلوم کے استاذ مفتی محمد فیاض صاحب قاسمی نے انجام دیے، ان کی تصنیف کردہ کتاب رہبر انشاء کا اجراء بھی حضرت امیر شریعت اور دیگر علماء کرام کے ہاتھوں عمل میں آیا۔

اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک اور نعت شریف سے ہوا، اخیر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔ اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں حافظ محمد احتشام رحمانی، مولانا فاروق رحمانی، مولانا رحمت اللہ عارفی ندوی، رکن شوریٰ امارت شرعیہ سید مناظر الاسلام صاحب، سید مظہر الاسلام صاحب، ماسٹر شکیل صاحب، مولانا نوشاد عالم قاسمی، مولانا شاہد ندوی، مولانا قاضی صدام حسین قاسمی، صبغۃ اللہ رحمانی، مولانا عامر اقبال واجدی، اقبال احمد، جنید احمد صاحب، فخر الزماں صاحب، وکیل احمد صاحب، غزالی وحیدی صاحب، اقبال احمد کاظمی، شاداب اختر صاحب، ماسٹر امتیاز احمد روحی، عمیر احمد، نعمت اللہ صاحب، احتشام صاحب، طارق متین مظہری صاحب، ڈاکٹر حامد کیفی صاحب وغیرہ کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اجلاس سے قبل حضرت امیر شریعت نے اپنے تمام رفقاء کے ساتھ دھرم پور، سستی پور میں رکن شوریٰ مناظر الاسلام صاحب وبرادران کی جانب سے دارالقضاء اور تعلیمی ادارہ کے قیام کے لیے پیش کردہ زمین کا بھی معائنہ کیا۔

Scanned with CamScanner

ہاتھ میں قرآن اٹھائے حلف لینے والی آسٹریلوی خاتون وزیر: عینی علی

آسٹریلیا کی نئی حکومت کے 23 وزراء نے بدھ کے روز حلف اٹھایا، ان میں دس خواتین ہیں۔نوجوانوں کے امور کی وزیر عینی علی اور وزیر صنعت ایڈ ہسِک آسٹریلیا کی کابینہ میں پہلے مسلمان وزرا ہیں۔عینی علی نے ہاتھ میں قرآن اٹھائے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔آسٹریلیا کی نئی وفاقی حکومت کو ملکی تاریخ کی سب سے متنوع حکومت کہا جا رہا ہے، جس میں اقلیتوں کے علاوہ مقامی قبائلی فرقوں کے نمائندوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

مغربی آسٹریلیا سے رکن اسمبلی عینی علی پہلے لیبر پارٹی سے بطور کارکن وابستہ رہیں، پھر وہ پارٹی کی یونین کی رکن بنیں اور اب رکن اسمبلی منتخب ہو کر وزیر بن چکی ہیں۔حلف اٹھانے کے بعد میڈیا سے بات کرتے ہوئے ڈاکٹر عینی علی نے کہا کہ ”وزیر بننا کبھی بھی میری زندگی کا مقصد نہیں تھا۔“

عینی علی پرتھ کے مضافات میں کووان کی سیٹ سے منتخب ہوئی ہیں۔یہ سیٹ آسٹریلیا کی پہلی خاتون پارلیمنٹرین ایڈتھ کووان کے نام پر رکھی گئی ہے۔عینی علی مصر میں پیدا ہوئیں۔ جب وہ دو سال کی تھیں تو ان کا خاندان سڈنی کے جنوب مغرب میں چِپنگ نورٹن جا کر بس گیا تھا۔2020 میں، عینی علی نے گھریلو تشدد کے خلاف قومی مہم کا مطالبہ کرتے ہوئے اپنے ساتھ ہونے والے گھریلو تشدد کا ذکر کیا۔اس کے بعد میڈیا سے بات کرتے ہوئے علی نے کہا تھا کہ ”میں نے صبر کیا، میں اس کے ساتھ رہی، اپنے زخموں پر مرہم لگاتی رہی اور اپنا درد چھپاتی رہی، میں خاموش رہی اور بہت دیر تک خاموش رہی، ہر درد، دکھ اور اذیتیں جھیلنے کے بعد اپنے بچوں کے باپ کو چھوڑنا میرے لیے سب سے مشکل فیصلہ تھا۔“

55 سالہ عینی علی سیاست میں آنے سے پہلے پروفیسر اور ماہر تعلیم تھیں۔انھوں نے ”دہشت گردی“ پر بھی تحقیق کی ہے اور بچوں کے انتہا پسندی کی طرف مائل ہونے پر ان کی تحقیق قابل ذکر ہے۔عینی علی نے ایڈتھ کووان یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔سیاست میں آنے سے پہلے وہ مغربی آسٹریلیا کی انتظامیہ میں کئی اہم عہدوں پر فائز رہی ہیں۔

عینی علی کی زندگی متاثر کن رہی ہے۔اپنی زندگی کے ابتدائی حصے میں انھوں نے اپنے بچوں کی پرورش ایک ایسی اکیلی ماں کے طور پر کی جو کم سے کم اجرت پر کام کرتی تھی۔عینی کے والد نے ٹیکسٹائل انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی تھی لیکن انھیں آسٹریلیا میں اس شعبے میں ملازمت نہیں ملی۔وہ بس ڈرائیور بن گئے تھے۔

آسٹریلیا کی تقریباً ڈھائی کروڑ کی آبادی میں تقریباً چھ لاکھ مسلمان ہیں۔دوسرے مسلمان وزیر ایڈ ہسِک کا پورا نام ایڈھم نورالدین ہسِک ہے۔وہ پہلے مسلمان ہیں جو وفاقی کابینہ کے لیے منتخب ہوئے ہیں۔ہسِک بوسنیائی والدین کی اولاد ہیں جو 1960 کی دہائی میں آسٹریلیا آئے تھے۔ہسِک 1970 میں سڈنی میں پیدا ہوئے تھے۔عینی علی اور ایڈ ہوسک کے وزیر بننے پر آسٹریلیا کی مسلم کمیونٹی بھی خوش ہے۔آسٹریلین فیڈریشن آف اسلامک کونسل نے عینی کو خط لکھ کر ان کی کامیابی پر مبارکباد دی ہے۔تنظیم کے چیف آفیسر کیئر ٹریڈ نے ایک بیان میں کہا کہ آسٹریلیا میں مسلمانوں کا اقتدار کی چوٹی پر پہنچنا ایک اچھا پیغام دیتا ہے۔آسٹریلیا میں مسلم نوجوان اب دیکھیں گے کہ اگر وہ معاشرے کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے سیاسی نمائندگی بھی ایک آپشن ہے۔اس سے آسٹریلیا کے لوگوں کو یہ پیغام بھی جائے گا کہ مسلمان آسٹریلوی کمیونٹی کا ایک اہم حصہ ہیں۔(بحوالہ بی بی سی لندن)

پوست کی کاشت کے خاتمے کی طالبان مہم زوروں پر

افغانستان میں طالبان حکام نے پوست کی کاشت کے خاتمے کی مہم شروع کر دی ہے۔اس کا مقصد ملک میں وسیع پیمانے پر ہیروئین اور افیون کی پیداوار کا خاتمہ کرنا ہے۔ کچھ روز قبل جنوبی ہلمند صوبے کے ضلع واشیر میں، مسلح طالبان جنگجوؤں کی موجودگی میں ایک ٹریکٹر پوست کے کھیت میں فصل کا صفایا کر رہا تھا۔کھیت کا بے بس مالک قریب ہی کھڑا دیکھ رہا تھا۔نو ماہ قبل افغانستان کا اقتدار سنبھالنے والے طالبان نے اس سال اپریل میں پوست کی کاشت پر پابندی عائد کر دی تھی۔ طالبان کے نائب وزیر داخلہ برائے انسداد منشیات ملا عبدالحق اخوند کے مطابق، ”اس حکم نامے کی خلاف ورزی کرنے والے کو گرفتار کیا جا سکتا ہے اور اس کے خلاف شریعہ قانون کے تحت عدالتی کارروائی بھی کی جا سکتی ہے۔“

افغانستان دنیا میں سب سے زیادہ افیون پیدا کرنے والا ملک ہے۔اس کا شمار یورپ اور ایشیاء کو سب سے زیادہ ہیروئین فراہم کرنے والے ممالک میں بھی ہوتا ہے۔ گزشتہ بیس سالوں میں امریکہ کی جانب سے پوست کی کاشت کا خاتمہ کرنے کے مقصد سے اربوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود اس فصل کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

حالانکہ اس پابندی سے جنگ زدہ ملک افغانستان میں لاکھوں غریب کسان اور دیہاڑی پر کام کرنے والے مزدور شدید متاثر ہوں گے۔ یہ پابندی ایک ایسے وقت میں نافذ کی گئی ہے جب ملک شدید اقتصادی اور انسانی بحران کا شکار ہے، طالبان کے اقتدار میں آنے کے بعد سے بین الاقوامی امداد تقریباً بند ہے۔ 33 ملین نفوس پر مشتمل آبادی کا زیادہ تر حصہ غربت کا شکار ہے اور اسے خوراک کی شدید کمی کا سامنا ہے۔ملک کے کئی حصے شدید خشک سالی سے متاثر ہیں۔

نور محمد پوست کے ایک کھیت کے مالک ہیں، طالبان کی جانب سے ان کی فصل کو تباہ کر دیا گیا تھا۔نور محمد کا کہنا ہے کہ ان کے پاس بہت تھوڑی زمین ہے اور پانی بھی وافر مقدار میں میسر نہیں ہے۔ان کا گزارا کم منافع بخش فصل کی کاشت سے ممکن نہیں ہے۔ ”اگر ہمیں پوست کی کاشت کی اجازت نہ دی گئی تو ہم کچھ بھی نہیں کما سکیں گے۔“

دیہاڑی پر کام کرنے والے مزدور بھی فصل کی کٹائی کے موسم میں ماہانہ تین سو ڈالر تک کما سکتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں اکثر لوگ فصل کی کٹائی کا انتظار کرتے ہیں تاکہ وہ کچھ پیسے کما سکیں۔

دوسری طرف طالبان حکام کا کہنا ہے کہ ان کسانوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے جنہوں نے پابندی عائد کیے جانے کے اعلان کے بعد پوست کی فصل کی کاشت کی، نائب وزیر داخلہ اخوند کے مطابق طالبان حکام مختلف صوبوں کی حکومتوں اور این جی اوز کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں کہ کیسے کسانوں کو متبادل فصلوں کی کاشت پر آمادہ کیا جائے۔

پوست کی فصل سے حاصل ہونے والے پھولوں سے افیون نامی مواد حاصل کیا جاتا ہے، اس مواد کے ذریعے ہیروئین بنائی جاتی ہے۔اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق 2021 میں افغانستان کی افیون کی پیداوار کی کل مالیت 2.7 ارب ڈالر تک تھی جو کہ ملک کی کل پیداوار کا 14 فیصد بنتا ہے۔ 2001 میں افغانستان پر حملہ کرنے کے بعد سے امریکہ نے اس ملک میں پوست کی پیداوار کے خاتمے کے لیے آٹھ ارب ڈالر صرف کیے لیکن اس کے باوجود اس کی پیداوار میں اضافہ ہی ہوا، امریکہ کے مطابق طالبان کی جانب سے کسانوں پر ٹیکس عائد کیا جاتا تھا اور منشیات کو ملک سے باہر بھجوایا جاتا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ افغانستان میں طالبان کے حالیہ اقتدار سے قبل امریکہ نواز حکومت کے کچھ اہلکاروں نے بھی منشیات کی تجارت سے خوب پیسے کمائے۔آج افغانستان میں تیار کی جانے والی ہیروئین کا 80 فیصد وسطی ایشیا اور پاکستان کے ذریعے یورپ پہنچتا ہے۔(بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

تمباکو صنعت ماحولیات کو شدید نقصان پہنچا رہی ہے: عالمی ادارہ صحت

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) کا کہنا ہے کہ کرۂ ارض پر سب سے زیادہ گندگی تمباکو مصنوعات سے پھیلتی ہے اور ان میں ہزاروں زہریلے کیمیکلز ہوتے ہیں، جو ماحول کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ڈبلیو ایچ او نے ”ورلڈ نو ٹو بیکو ڈے“ کی مناسبت سے منگل کے روز اپنی تازہ ترین رپورٹ جاری کی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ تمباکو نوشی سے پیدا ہونے والی طبی پیچیدگیوں کی وجہ سے ہر سال 80 لاکھ افراد کی موت ہو جاتی ہے۔رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ ہی تمباکو مصنوعات کی تیاری اور استعمال کے نتیجے میں سالانہ تقریباً 60 کروڑ درختوں، دو لاکھ ہیکٹر اراضی اور 22 ارب ٹن پانی کا بھی نقصان ہوتا ہے۔

تمباکو صنعت کاربن گیس کے اخراج کا اہم ذریعہ: تمباکو کے استعمال یا پیداوار کے نتیجے میں عالمی سطح پر سبز مکانی گیس یا گرین ہاؤس گیسوں میں کافی اضافہ ہوتا ہے۔تمباکو صنعت کی وجہ سے سالانہ تقریباً 84 ملین ٹن نقصان دہ کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس فضا شامل ہو جاتی ہے۔رپورٹ میں متنبہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے، کہ ہر سال کمرشل ایئر لائن انڈسٹری سے جتنی کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس پیدا ہوتی ہے، اس کے پانچویں حصے کے برابر کاربن تمباکو صنعت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔اس میں تمباکو کی پیداوار، پروسیسنگ اور ٹرانسپورٹ شامل ہے، جو گلوبل وارمنگ میں اضافے کا باعث ہے۔

سگریٹ کا فلٹر بھی کافی نقصان دہ: صرف سگریٹ ہی نہیں اس کا فلٹر بھی مضر صحت ہے۔ایک فلٹر ایک ہزار لیٹر صاف پانی کو آلودہ کرنے کا باعث بنتا ہے۔ سگریٹ کی بچے ہوئے اس حصے کو ”بٹ“ کہا جاتا ہے۔ویسے تو زیادہ تر بٹس گٹرز کے اندر ہی ہوتے ہیں، لیکن کچھ ممالک میں سگریٹ بٹس سر عام پھینکنے پر پابندی ہے اور وہاں خلاف ورزی کرنے والے پر جرمانہ عائد ہوتا ہے۔پیرس میں یہ جرمانہ 68 یورو اور لندن میں 150 پاؤنڈ ہے۔

ڈبلیو ایچ او کے ہیلتھ پروموشن کے ڈائریکٹر روڈیجر کریچ کا کہنا تھا کہ ہر سال تقریباً 4.5 کھرب سگریٹ فلٹر، جن میں نان بائیوڈی گریڈیبل مائیکرو پلاسٹک ہوتے ہیں، سمندروں، ندیوں اور ساحلوں کو آلودہ کرتے ہیں۔کریچ کا کہنا تھا کہ اس کرۂ ارض پر سب سے زیادہ گندگی تمباکو مصنوعات سے پھیلتی ہے۔ان میں سات ہزار سے زائد زہریلے کیمیکلز ہوتے ہیں جو ہمارے ماحولیات کو تباہ کرنے کا باعث بنتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ پھینک دیے جانے والے تمباکو مصنوعات کی صفائی کا خرچ ٹیکس دہندگان کی جیب پر پڑتا ہے۔رپورٹ میں پالیسی سازوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ سگریٹ فلٹروں کے ماحولیات پر پڑنے والے نقصان دہ اثرات کے مدنظر اس پر پابندی عائد کرنے پر غور کریں۔ڈبلیو ایچ او نے تمباکو کاشت کرنے والے کسانوں کے استحصال کی جانب بھی توجہ دینے کی اپیل کی ہے۔عالمی ادارے کا کہنا ہے کہ تمباکو اگانے والے کسانوں کو نقصان دہ گیسوں کے اخراج کے سبب صحت اور دیگر کئی طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔کریچ نے کہا کہ بعض کسانوں میں جلد کے ذریعے زہریلا مادہ نیکوٹین ان کے جسم میں پہنچ گیا۔یہ صنعت جو گندگی پھیلا رہی ہے اس کے مدنظر لازم ہے کہ وہ اس نقصان کا ازالہ کرے۔دنیا بھر میں اربوں سموکرز ہیں اور یہ تمباکو مختلف طریقوں سے اس دنیا کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ایمپریل کالج آف لندن کے ریسرچرز کے مطابق تمباکو کی صنعت ویلز میں پیدا ہونے والی ضرر رساں گیسوں سے دوگنا سے بھی زائد کے اخراج کا باعث بن رہی ہے۔ڈبلیو ایچ او کے سربراہ ونا یک پراساد نے جنیوا میں ڈی ڈبلیو سے گفتگو میں کہا کہ اگر تمباکو کی طلب پوری کرنے کے لیے اس کی فصل اسی طرح سے اگائی جاتی رہی تو، آنے والے وقت میں ایک بڑے ماحولیاتی بحران کا سامنا کرنا پڑے گا۔دن بہ دن تمباکو کی پیداوار بڑھتی جا رہی ہے۔کہنے کو ماحولیاتی آلودگی سے نمٹنے کی کوششیں جاری ہیں، مگر تمباکو سے پیدا ہونے والی کاربن گیسوں کے اثرات کی روک تھام ناکافی ہے۔تمباکو کی کاشت کے لیے استعمال ہونے والی کیڑے مار ادویات اور کھادیں نہ صرف دریاؤں اور زیر زمین پانی کو آلودہ کر رہی ہیں، بلکہ یہ زمین کی کوالٹی بھی خراب کر رہی ہیں۔(بحوالہ ڈوئچے ویلے، جرمنی)

Scanned with CamScanner

سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر!

مولانا اسرار الحق قاسمیؒ

بیسویں صدی انسانی علم وفن کی ترقیوں کی صدی تھی، اس صدی میں انسان نے اپنے تجربے اور عقل کے ذریعہ ہر چیز کو علم وفن اور سائنس میں تبدیل کر دیا، حیات انسانی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو علم وفن کے دائرہ سے خارج ہو، اب ہمارے سامنے اکیسویں صدی کی تیز رفتار ترقیاں ہیں، البتہ یہ پیشین گوئیاں مشکل ہے کہ اس صدی میں انسان علمی اور فنی حیثیت سے ترقی کے کتنے مدارج پر پہنچ پائے گا، لیکن تمام تر علمی، فنی اور مادی ترقیوں کے باوجود اخلاق وسیرت اور کردار کے معاملہ میں یہی انسان تنزل کی راہ پر گامزن ہے جو نہایت افسوس ناک اور ایک زبردست لمحہ فکر یہ ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا علمی ترقیوں اور اخلاقی انحطاط وزوال کے درمیان کوئی منطقی ربط ہے؟ آخر یہ کیا بات ہے کہ ایک اعلی تعلیم یافتہ انسان جو اپنی دنیاوی ذمہ داریوں کو اچھی طرح انجام دینے کی صلاحیت اور طاقت رکھتا ہے، جب ہم اسے جھانک کر دیکھتے ہیں اور اس کی سیرت وکردار کا اخلاقی پہلو سے جائزہ لیتے ہیں تو وہ مایوس کن حد تک ہم اس کو درجہ انحطاط میں پاتے ہیں، انفرادی اور شخصی زندگی میں شاید کم نظر آئے لیکن اجتماعی زندگی میں یہ تضاد صاف اور نمایاں نظر آتا ہے۔

دراصل کسی فنی اور علم کی تعلیم انسانی زندگی کے ہر خلا کو پر نہیں کرتی، عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کسی فن اور علم کی کسی شاخ میں اگر کوئی شخص کسی درجہ میں صلاحیت وکردار کی واقفیت رکھتا ہے تو اچھی سیرت وکردار کا بھی مالک ہوگا لیکن حقیقت واقعہ ایسا نہیں ہے اور عقل ومنطق بھی اس کی تصدیق نہیں کرتی ہے، انسان کی قوتیں اور صلاحیتیں بے شمار ہیں لیکن عام طور پر وہی صلاحیتیں سامنے آتی ہیں اور درجہ کمال کو پہنچتی ہیں جن کی نشو ونما پر محنت اور توجہ صرف کی جائے اور کسی اچھے مربی کے ذریعہ اس کی تربیت کی جائے، تعلیم حاصل کرنے والے نے علم وفن کی جس شاخ میں محنت کی اس میں اس کو پھل ملا، لیکن جس گوشہ میں خلا رہ گیا ہے وہ بدستور قائم رہے گا، اخلاق وسیرت اور کردار کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے، یہ ایک علم بھی ہے اور عملی مشق وتربیت بھی، بنی نوع انسان خارجی دنیا کی معلومات میں کتنا ہی ماہر اور لائق ہو جائے لیکن اس کی ترقی ممکن نہیں ہے، جب تک کہ وہ اخلاق وسیرت اور کردار میں بھی ایک اعلی اور بلند مقام پر نہ ہو، بلکہ اس کی ساری عملی ترقیاں اس کے لئے مصیبت اور وبال جان ہو جائیں گی، انسان کی فکری کاوشوں کا یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ وہ باہر کی دنیا کے معاملات میں بڑا واقف اور ماہر ہے اور اس کی یہ مہارت اور علمی ترقی بڑھتی جا رہی ہے لیکن اپنے سے وہ بالکل غافل اور لاعلم ہے۔ ع

سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر

ڈیڑھ ہزار سال قبل ربیع الاول کے مہینہ میں انسانیت کی صبح صادق ہوئی دنیا کو حیات نو ملی، انسان کو انسانوں کی طرح کی جینے کا سلیقہ آیا، انسانیت کے محسن اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم آب وگل میں تشریف لائے، صدیوں کے بعد زمین کا آسمان سے ربط قائم ہوا، اللہ تعالی نے اپنی آخری کتاب اپنے آخری اور سب سے محبوب نبی پر نازل فرمائی، آپ کے واسطہ سے دنیا کو خدا کا کلام ملا، زندگی گزارنے کا نظام ملا، یہی نظام زندگی شریعت مصطفوی ہے جس کی پابندی ہر امتی پر فرض ہے۔

شریعت مصطفوی کے ذریعہ امت کو ایمان ویقین ملا، بلند اخلاق اور عالی سیرت وکردار ملا، اعلی قدریں ملیں، محبت ملی، خلوص ملا، امن وامان ملا، علم کی روشنی ملی، حقیقی عزت ملی، واقعہ یہ ہے کہ اس نظام مصطفوی کے طفیل میں دنیا کی حکومت ملی۔ عرب کے وہ باشندے جو تہذیب وتمدن سے دور تھے اور اس وقت کی متمدن اور ترقی یافتہ حکومتیں ان کو اس قابل بھی نہیں سمجھتی تھیں کہ نگاہ اٹھا کر ان کی طرف دیکھیں، چند سالوں میں وہ دنیا کے نگہبان بن گئے، یہ عزت ان کو کہاں سے ملی، یہ نظام ان کو کیسے حاصل ہوا، کیا چیز تھی جس نے ان کو قیمتی بنا دیا، دراصل یہ فیض تھا سید الانبیا وفخر آدم معلم انسانیت نبی آخر الزماں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ نے جہاں اس امت کی کردار سازی کے لئے اس کے ایک ایک فرد میں عقیدہ توحید اور ایمان وایقان کو راسخ ومستحکم کرنے پر مسلسل محنت فرمائی، وہیں ہدایت ربانی کے ذریعہ ذوق علم کو فروغ بخشنے پر بھرپور توجہ فرمائی۔

جب آپ اپنی ۲۳ سالہ نبوی زندگی پوری فرما کر اپنے رفیق اعلی سے جا ملے تو اس روئے زمین پر ایک ایسی زندہ اور بلند کردار امت چھوڑ گئے جس کے ہر فرد کے قلب ودماغ میں ایمان ویقین کی پختگی تھی، جس کے سبھی افراد کے ذہن وفکر میں یہ حقیقت پوری طرح راسخ ہو چکی تھی کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد نبوت کی تمام تر ذمہ داری ہمارے اوپر ہوگی، اور پوری عالم انسانیت سے اس امت کا وہی رشتہ ہوگا جو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری انسانیت سے تھا۔

یہ نتیجہ تھا دراصل اس تعلیم وتربیت کا جس کا آغاز دار ابی ارقم سے ہوا تھا اور جس کا نصاب قرآن مجید اور حدیث نبوی تھا، یہ نصاب دار ارقم سے نکل کر مکہ کے بازاروں، گلیوں، پہاڑوں، وادیوں، طائف کے میدانوں اور قبا سے گزرتے ہوئے مسجد نبوی، بدر، احد، احزاب وحنین تک پہنچا پھر صفہ سے اس کی نورانی کرنیں نکل کر عالم انسانیت کی تعمیر سیرت اور کردار سازی میں ایک لازوال اور لافانی کردار ادا کیا۔

قرآن مجید کا وہ حصہ جو کئی سورتوں پر مشتمل ہے پورے تیرہ سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا اس پوری مدت میں قرآن کریم کا مدار بحث صرف ایک مسئلہ رہا، اس کی نوعیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، البتہ اسے پیش کرنے کا انداز برابر بدلتا رہا، قرآن کریم نے اسے پیش کرنے میں ہر بار نیا اسلوب اور نیا پیرانہ اختیار کیا اور ہر مرتبہ یوں محسوس ہوا کہ گویا اسے پہلی بار چھیڑا گیا ہے اس کی نگاہ میں یا ایک عظیم تر مسئلہ تھا، اساسی اور اصولی مسئلہ تھا عقیدہ کا مسئلہ تھا، یہ مسئلہ دو عظیم بنیادی نظریوں پر مشتمل تھا، ایک اللہ کی الوہیت اور انسان کی عبدیت، دوسرے ان کے باہمی تعلق کی نوعیت، قرآن کریم اسی بنیادی مسئلہ کو لے کر انسان سے بحیثیت انسان خطاب کرتا رہا، کیوں کہ یہ مسئلہ ہے جس میں کسی ترمیم وتاخیر کا سوال نہیں پیدا ہوتا، یہ اس کائنات میں انسان کے وجود وبقا کا مسئلہ ہے، انسان کی عاقبت کا مسئلہ ہے اس مسئلہ کی بنیاد پر یہ طے ہوگا کہ انسان کا اس کائنات کے اندر کیا مقام ہے اور اس کائنات میں بسنے والی دوسری مخلوقات کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے اور خود کائنات اور موجودات کے خالق سے اس کا کیا رشتہ ہے۔

مکی دور میں قرآن مجید انسان کو یہ بتاتا رہا کہ اس کے اپنے وجود اور اس کے ارد گرد پھیلی ہوئی کائنات کی اصل حقیقت کیا ہے، وہ انسان کو یہ بتاتا ہے کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے اور کس غرض سے آیا ہے اور آخر کار وہ کہاں جائے گا، وہ معدوم تھا اسے کس نے طلعت بخشا، کون سی ہستی ہے اس کا خاتمہ کرے گی اور خاتمہ کے بعد اسے کس انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔ وہ انسان کو یہ بھی بتاتا ہے کہ اس کے وجود کی حقیقت کیا ہے جسے وہ دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے اور وہ کوئی ہستی ہے جسے وہ پردہ غیب میں کارفرما محسوس کرتا ہے لیکن دیکھ نہیں پاتا، اس طلسماتی کائنات کو کس نے وجود بخشا، کون اس کا منتظم اور مدبر ہے، کون اسے گردش دے رہا ہے، کون اسے بار بار نیا پیرہن بخشتا ہے کس کے ہاتھ میں ان تغیرات کا سررشتہ ہے جس کا ہر چشم بینا مشاہدہ کر رہی ہے وہ اسے یہ بھی سکھاتا ہے کہ خالق کائنات کے ساتھ اس کا رویہ کیا ہونا چاہئے اور خود کائنات کے بارے میں اسے کیا روش اختیار کرنی چاہئے اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ انسانوں کے باہمی تعلقات کیسے ہونے چاہئیں، یہ ہے وہ اصل اور بنیادی مسئلہ جس پر انسان کی بقا اور وجود کا دارومدار ہے اور رہتی دنیا تک اس عظیم مسئلہ پر انسان کی بقا اور وجود کا انحصار رہے گا، اس اہم مسئلہ کی توضیح وتشریح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قرآنی آیتوں کی روشنی میں پورے تیرہ سالہ کی زندگی میں فرمائی جس کے نتیجہ میں ایمان ویقین کی پختگی امت کے قلب ودماغ میں جاں گزیں ہوئی، توحید ورسالت کی باریکیاں امت کے ہر ہر فرد کے ذہن وفکر میں رچ بس گئیں اور وہ ایک ایسی امت بنکر روئے زمین پر نمودار ہوئی جس کی سیرت قابل تقلید تھی اور جس کا کردار بلند تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ماہ اگست ۶۱۰ عیسوی میں قرآن کریم کی پہلی آیتیں نازل ہوئیں: اقراء باسم ربک الذی خلق الخ ان آیات کے ذریعہ قرآن کریم نے یہ واضح پیغام دیا کہ تخلیق تعلیم کا فطری ربط ہے، انسانی تخلیق میں جو جوہر موجود ہے تعلیم ہی اس جوہر کو وقار واعتبار عطا کرتی ہے اس لئے قدرت کی طرف سے انسان کو ودیعت کردہ صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور جلا بخشنے کے لئے جس طرح ہر عہد میں انسانیت کے لئے علمی ترقی ضروری ہے اسی طرح خیر امت کی حیثیت سے کار نبوت کو انجام دینے کے لیے عائد ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے سیرت وکردار سازی اور اخلاقی ترقی ضروری ہے۔

کردار کی عظمت اور اخلاقی بلندی کے حصول کے لئے قدم بہ قدم اور زندگی ہر موڑ پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اور اسوہ رسول کو پیش نظر رکھنا ہوگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو قلب ودماغ میں پوری طرح رچانا بسانا ہوگا، جو ایمان کی بنیاد ہے، محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام کا دل سرشار تھا، آپ کا ایک اشارہ ان کی زندگیوں میں انقلاب لانے کے لیے کافی تھا، ان کی ساری چاہتیں آپ کے ایک اشارے کے آگے قربان تھیں، شراب ابھی تک حرام نہیں ہوئی تھی مدینہ منورہ کے مختلف گھروں میں اس کے دور چل رہے تھے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ شراب حرام کر دی گئی ہے جیسے ہی کانوں میں آواز پڑی، لباب جام منہ سے ہٹا دیئے گئے، شراب کے مٹکے توڑ دیئے گئے، مدینہ کی گلیوں میں شراب بہہ رہی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک اعلان کافی تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی نے پلٹ کر دیکھا نہ پوچھا جب صاف صاف فرمان رسالت سامنے ہے تو تردد کیا؟ یہ تھی وہ تربیت جس نے ان میں اخلاق وسیرت اور کردار پیدا کر دیا تھا۔ لہذا اس وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسوہ رسول کی روشنی میں اپنی سیرت کی تعمیر کرے تا کہ دنیا میں بھی اور آخرت میں ترقی اور خوشحالی نصیب ہو۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168

Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

رابطہ اور واٹس اپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

Scanned with CamScanner

اردو کے محاورے اور ہماری تہذیب

سید ضمیر حسن دھلوی

زبان کی خوبی اس کی سلاست، عام فہمی، نرمی، موزونی، چھوٹے چھوٹے الفاظ اور بڑے بڑے مطالب پر موقوف ہے ۔محاورات وہ ننھے مرقع ہیں جو کسی سماج کے تجربات، تصوّرات اور تاثرات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ عام لوگوں کی زبان کو پایۂ اعتبار سے گرانا زبان کے زوال اور عدم مقبولیت کا سبب بنتا ہے۔ اظہارِ خیال اور ادائے مطلب میں پے چیدگی سے بچنے کے لیے بول چال کی زبان، روزمرہ اور محاورے کا استعمال ناگزیر ہو جاتا ہے۔ زبان کا ذوق رکھنے والوں نے ادبی شہ پاروں میں محاورات پر ضرور نظر کی ہوگی۔ یہاں چند محاورات مثال دینے کے لیے پیش کئے جاتے ہیں:

چلو وں لہو خشک ہونا، اُوڑا اپھڑنا، سر بالوں کو آنا، اٹواٹی کھٹواٹی لینا، منہ تھوتھائے رہنا، دیدے کا پانی ڈھلنا، تکلّفی کے سے بل نکالنا، آنکھوں پر چربی چھانا، نعمت کی اماں کا کلیجہ ہونا جیسے محاوروں کے علاوہ ضرب الامثال کا بھی ایک بیش بہا خزانہ ہے جو ہماری زبان میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک توے کی روٹی، کیا چھوٹی، کیا موٹی، جس کے ہاتھ ہنڈیا ڈوئی اس کا ہر کوئی، انیس دبیس، روڑے اُچھلیں، سرخ رو چونڈا، ایمان بھونڈا، مائی جی کا تھان کھیلے چوگان، ٹاٹ کی انگیا، مونچھ کا بخیا، جہاں بہو کا پیارو ہیں خسر کی کھاٹ، ان محاورات اور ضرب الامثال کی مدد سے کچھ مصنّفین نے ابلاغ اور معانی آفرینی کے کمالات دکھائے ہیں اور کچھ مصنّفین صنائعِ کلام کی ان بھول بھلیوں میں گم ہو کے رہ گئے۔

سنا ہے کوئی جاٹ سر پر چارپائی لیے کہیں جارہا تھا۔ ایک تیلی نے دیکھ لیا اور جھٹ پھبتی کسی: جاٹ رے جاٹ، تیرے سر پہ کھاٹ۔ جاٹ اُس وقت تو چپ ہو گیا مگر دل میں بدلے کی بھاؤنا لیے بیٹھا رہا۔ ایک دن دیکھا کہ تیلی اپنا کولہو لیے جاتا ہے۔ جاٹ نے جواباً کہا کہ تیلی رے تیلی، ترے سر پہ کولہو۔ تیلی ہنسا اور کہنے لگا جچی نہیں۔ جاٹ نے جواب دیا: جچے نہ جچے، تُو بھوجھوں تو مرے گا۔ محاوراتی اُسلوب کا راستہ پلِ صراط سے زیادہ خطرناک ہے۔ غزل کے ہر شعر کی طرح اس کا تعلق آب دار اور برجستگی سے ہے، پھر یہ کہ عورتوں سے محاورے، زبان کی طراری اور ایک مخصوص معاشرتی تربیت کے بغیر اس پُر شکوہ اور پُر خطر مہم کا سر کرنا ممکن نہیں ہے۔ نذیر احمد کی زبان ٹکسالی ہے، لیکن ان کی تصنیف امّہات الامۃ کو لوگ کہتے ہیں اسی لیے نذرِ آتش کیا گیا تھا کہ اس میں ایک محاورہ یہ بھی تھا کہ جوتیوں میں دال بٹنے لگے گی۔

اب نہ اُردوئے معلیٰ رہی اور نہ گلی کوچوں میں بولا جانے والا ریختہ۔ جمہوری انقلابات نے ماضی کے تمام امتیازات کی جڑیں اکھاڑ پھینکی ہیں۔ عورت، مرد سب کھچڑی زبان بول رہے ہیں۔ جو لوگ زبان کا حُسن اور محاورے کی وابستگی کا رونا روتے تھے، وہ بھی قصہ پارینہ ہوئے۔ جواب دکھائی دیتے ہیں وہ کل ناپید ہو جائیں گے۔ ہمیشہ رہے نام اللہ کا۔ محاورے کیسے بنتے ہیں، اُن کی ساخت میں معاشرت کے کس کس عمل اور انسانی فکر کے کن کن زاویوں کا دخل ہوتا ہے، یہ سمجھے بغیر محاوراتی اسلوب کو برقرار رکھنا ناممکن ہے۔ اور محاوراتی اسلوب کے ہاتھ سے نکلنے کے بعد اردو زبان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ ہماری ہزار، آٹھ سو سال کی محنت اور جاں فشانی رائیگاں ہو جائے گی۔ محاورات اور ضرب الامثال پر اردو میں متعدد لغتیں اور فرہنگیں موجود ہیں۔ لیکن اُن کی تہذیبی اور کلیدی جہتوں پر اہلِ زبان کی نظر کم گئی ہے۔ کچھ عرصے پہلے تک یہ ضروری بھی نہیں تھا۔ کیوں کہ تہذیب کے سوتے ہمارے وجود میں ضم ہو گئے تھے۔

کل جگ

(نظیر اکبر آبادی)

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی ساتھ لے ۔۔۔ نیکی کا بدلہ نیک ہے بد سے بدی کی بات لے
میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول دے پھل پات لے ۔۔۔ آرام دے آرام لے دُکھ درد دے آفات لے
کلجُگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

کانٹا کسی کے مت لگا گو مثل گل پھولا ہے تو ۔۔۔ وہ تیرے حق میں تیر ہے کس بات پر بھولا ہے تو
مت آگ میں ڈال اور کو پھر گھانس کا پولا ہے تو سن ۔۔۔ رکھ یہ نکتہ بے خبر کس بات پر بھولا ہے تو
کلجُگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

جو اور کو پھل دیوے گا وہ بھی سدا پھل پاوے گا ۔۔۔ گیہوں سے گیہوں، جَو سے جَو، چاول سے چاول پاوے گا
جو آج دیوے گا یہاں ویسا وہ کل واں پاوے گا ۔۔۔ کل دیوے گا کل پاوے گا کلپاوے گا کل پاوے گا
کلجُگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

جو چاہے لے چل اس گھڑی سب جنس یاں تیار ہے ۔۔۔ آرام میں آرام ہے، آزار میں آزار ہے
دنیا نہ جان اس کو میاں دریا کی یہ منجدھار ہے ۔۔۔ اوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے
کلجُگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

تو اور کی تعریف کر، تجھ کو ثنا خوانی ملے ۔۔۔ کر مشکل آساں اور کی تجھ کو بھی آسانی ملے
تو اور کو مہمان کر تجھ کو بھی مہمانی ملے ۔۔۔ روٹی کھلا روٹی ملے، پانی پلا پانی ملے
کلجُگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

کر چُک جو کچھ کرنا ہو اب یہ دم تو کوئی آن ہے ۔۔۔ نقصان میں نقصان ہے احسان میں احسان ہے
تہمت میں یاں تہمت لگے طوفان میں طوفان ہے ۔۔۔ رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے
کلجُگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

یاں زہر دے تو زہر لے شکّر میں شکّر دیکھ لے ۔۔۔ نیکوں کو نیکی کا مزا موذی کو ٹکر دیکھ لے
موتی دے موتی ملے پتھر میں پتھر دیکھ لے ۔۔۔ گر تجھ کو یہ باور نہیں تو تو بھی کر کر دیکھ لے
کلجُگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

غفلت کی یہ جا گہ نہیں یاں صاحب ادراک رہ ۔۔۔ دل شاد رکھ دل شاد رہ، غمناک رکھ غمناک رہ
ہر حال میں تو بھی نظیر اب ہر قدم کی خاک رہ ۔۔۔ یہ وہ مکاں ہے او میاں یاں پاک رہ بیباک رہ
کلجُگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

جو ہو عزم سفر پیدا

نقی احمد ندوی ، ریاض

جب بیس سال کے نوجوان روبین غونجالیس (Ruben Gonzalez) نے نیو یارک کے لیک پلیسیڈ کے اولمپکس ٹریننگ سنٹر میں قدم رکھا تو اس وقت اس کی جیب میں ایک بزنس کارڈ تھا۔ یہ بزنس کارڈ اس کے ایک دوست کا تھا جو ہوسٹن کا ایک بزنس مین تھا، روبین کا یہ ایک ایسا دوست تھا جسے روبین کے خواب پر پورا پورا بھروسہ اور اعتماد تھا کہ وہ اولمپکس میں کچھ نہ کچھ کر کے ضرور دکھائے گا۔ روبین دراصل اولمپکس کے ایک ایسے گیم میں حصہ لینے کا خواب دیکھا کرتا تھا جس کی ٹریننگ بہت ہی سخت اور خطرناک ہوتی ہے، یہ ایک ایسا کھیل ہے جس میں دس میں سے نو کھلاڑی ٹریننگ کے پہلے ہی دور میں ہمت ہار جاتے ہیں اور چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ جب کنکریٹ اور برف کے پہاڑی ٹریک اور ڈھلان پر وقت کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے نوے میل کی رفتار سے ایک کھلاڑی لوگو گیم میں ریس کرتا ہے۔ تو تقریباً ہر کھلاڑی کی کوئی نہ کوئی ہڈی ضرور ٹوٹ جاتی ہے۔ اس گیم کا نام Luge ہے۔ اس کے اندر ایک کھلاڑی ایک سلیج پر لیٹ جاتا ہے، اور پہاڑ کے ڈھلان پر برف کے ٹریک کے اوپر پھسلتا ہوا اپنے منزل پر پہونچتا ہے۔ روبین نے اس گیم میں حصہ لینے کے لئے ٹریننگ سنٹر میں جب اترا تو اس کا عزم آہنی اور اس کا حوصلہ پہاڑ جیسا تھا، وہ کسی بھی قیمت پر ہار کر واپس جانے کے لئے نہیں آیا تھا۔ ساتھ ہی اس کے پاس ہوسٹن میں ایک ایسا دوست بھی تھا جو اس کا حوصلہ بڑھانے اور اسکے لئے کچھ بھی کرنے کو ہمیشہ تیار رہتا تھا۔ ٹریننگ کے پہلے دن پہلے سیشن کے ختم ہو جانے کے بعد جب روبین اپنے کمرہ میں لوٹا تو اس نے اپنے دوست گرگیگ (Graig) کو فون کیا۔ گیریگ! یہ گیم تو بڑا مشکل ہے۔ میرے دونوں بازو میں بہت درد ہو رہا ہے اور میرے دونوں طرف پسلیاں ٹوٹی جا رہی ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے کہ میرا ایک پیر بھی ٹوٹ گیا ہے اور میں صحیح سے چل نہیں پا رہا ہوں۔ بس بس، اب میں واپس جا رہا ہوں۔ روبین! آئینہ کے سامنے جاؤ! گرگیگ نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ کیا؟ روبین نے کہا۔ میں نے کہا کہ آئینہ کے پاس جاؤ! گرگیگ نے تحکمانہ انداز میں کہا: روبین بڑی مشکل سے کراہتے ہوئے اٹھا، اسے چلا نہیں جا رہا تھا۔ کسی طرح اس نے ٹیلیفون کا وائر کھینچتے ہوئے دیوار میں لگے آدم قد آئینہ کے پاس پہونچنے میں کامیابی حاصل کی اور آئینہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ bad it gets, I am going to make it!) چاہے جتنا بھی برا ہو اور چاہے جتنا بھی درد ہو میں اس کو کر کے رہونگا!

روبین سوچ رہا تھا کہ یہ کیسی حماقت ہے کہ ایک آدمی آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر ایسے جملے کو دہراتا جائے۔ بہر حال، اپنے دوست کے اصرار پر بہت ہی بے دلی کے ساتھ وہ ایسے تیسے یہ جملہ دہرانے لگا۔ چاہے جتنا بھی برا ہو اور چاہے جتنا بھی درد ہو میں اس کو کر کے رہونگا!

بولو یار! ٹھیک سے بولو اور پوری طاقت سے بولو۔ تم ہی ہو نا جو ہمیشہ اولمپکس میں جیتنے کے بارے میں ہمیشہ مجھ سے باتیں کیا کرتے تھے۔ تم اولمپکس کے چمپین ہو، بول رہے ہو یا نہیں جو میں کہہ رہا ہوں! گرگیگ نے ڈانٹتے ہوئے کہا: روبین اب سنجیدہ ہو گیا۔ اس نے زور زور سے کہنا شروع کیا: چاہے جتنا بھی برا ہو اور چاہے جتنا بھی درد ہو میں اس کو کر کے رہونگا!

، پھر بولو! گرگیگ نے گرجدار آواز میں کہا۔ آئینہ کے سامنے روبین اسے دہراتا جا رہا تھا۔ پھر! گیریگ/ پھر! گیریگ

جب پانچویں مرتبہ روبین نے دہرایا تو روبین نے اپنے دوست سے کہا۔ کہ گرگیگ اب مجھے اچھا محسوس ہو رہا ہے۔ جب اس نے یہ جملہ دسویں مرتبہ دہرایا اچھل کر دوسری طرف کھڑا ہو گیا۔ اب تک وہ درد سے کراہ رہا تھا اور جھک کر کھڑا تھا، مگر اب سارا درد کافور ہو چکا تھا۔ وہ زور سے زور سے بول رہا تھا۔ چاہے جتنا بھی برا ہو اور چاہے جتنا بھی درد ہو میں اس کو کر کے رہونگا! پھر وہ آگے بولنے لگا۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں، چاہے دونوں پیر ٹوٹ جائیں، پھر بھی میں اس گیم کو کھیل کر رہونگا۔ اگر پیر ٹوٹ بھی گئے تو ہڈیاں پھر جڑ جائیں گی۔ اس کے بعد میں دوبارہ واپس آؤنگا اور میں جیت کر دکھاؤنگا!، آپ کو پتہ ہے کہ اس کے بعد روبین ٹرننگ سنٹر میں واپس گیا۔ ٹریننگ پوری کی، پھر اولمپکس میں حصہ لیا، اور ایک نہیں تین تین مرتبہ اولمپکس میں شرکت کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ یہی نہیں، بلکہ روبین غونجالیس نے دوسروں کو مشکل حالات میں آگے بڑھنے اور کسی بھی قیمت پر ہمت نہ ہارنے کے لئے کئی کتابیں بھی لکھیں، جن کا ترجمہ دنیا کی دس زبانوں میں ہو چکا ہے اور اب وہ دنیا کے معروف موٹیوشنل اسپیکر میں شمار کئے جاتے ہیں۔

اگر آپ بھی اپنے مشن اور خواب کی تکمیل میں مشکلات، پریشانیوں اور رکاوٹوں کا سامنا کر رہے ہیں، تو یاد رکھئے کامیابی اتنی آسانی سے نہیں ملا کرتی اس کی قیمت چکانی پڑتی ہے، اگر ارادہ واقعی آپ کا پکا، عزم آہنی اور ساتھ ہی اپنے خدا پر مکمل اعتماد اور بھروسہ ہو تو یقیناً آپ بھی اپنے مشن میں کامیاب ہو کر دکھا سکتے ہیں۔ بقول شاعر

چٹانیں چور ہو جائیں جو ہو عزم سفر پیدا

Scanned with CamScanner

ائمہ مساجد کا احترام کیجئے

مولانا مفتی محمد عبد اللہ قاسمی

امامت ایک جلیل القدر اور عظیم منصب ہے، یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت مبارکہ ہے، یہ وہ عظیم منصب ہے جہاں سے انسانیت کو رشد وہدایت کا پیغام ملتا ہے، مرجھائے ہوئے قلوب کو سرسبزی وشادابی کا سامان فراہم کیا جاتا ہے یہی وہ منصب ہے جس پر براجمان ہوکر امام خالق ومخلوق کے مابین تعلق وارتباط اور دائمی وابستگی قائم کرتا ہے، بے راہ روی کے شکار اور دام نفس میں گرفتار لوگوں کی اصلاح کرتا ہے۔

منصب امامت گونا گوں دینی فوائد وثمرات کے حامل ہونے کے ساتھ بڑا نازک اور حساس منصب ہے اس کی ذمہ داریاں اور تقاضے نہایت اہم اور غیر معمولی ہیں، ان غیر معمولی ذمہ داریوں سے وہی شخص مکمل طور پر عہدہ برآ ہوسکتا ہے جو ایک طرف مضبوط اور ٹھوس صلاحیت کا حامل ہو تو دوسری طرف وہ اخلاق حسنہ کا ایسا دلکش مجموعہ اور روح پرور مرقع ہو کہ اس کی بھینی بھینی خوشبو زائرین مسجد کو فرحت وتازگی بخشے اور ان کے اخلاق وکردار پر اچھا اور خوشگوار اثر ڈالے کیونکہ اگر امام باصلاحیت نہ ہو تو پتہ نہیں کتنے لوگوں کی نمازیں خراب ہوں گی؟ کتنے ہی لوگوں کو غلط مسائل بتائے گا اور اگر امام اخلاق اور کردار کے لحاظ سے غیر ذمہ دار اور غیر سنجیدہ ہو تو مصلی حضرات اس سے پریشان رہیں گے، امام کو مصلیوں سے اور مصلیوں کو امام سے شکایتیں ہوں گی۔

ائمہ مساجد کی ذمہ داری صرف یہی نہیں ہے کہ وہ پنج وقتہ نماز پڑھا کر چلا جائے بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مقتدیوں کی اصلاح حال پر توجہ دیں، اگر مقتدی کی نماز سنت کے مطابق نہیں ہے تو امام کچھ وقت فارغ کرکے اس کو سنت کے مطابق نماز پڑھنا سکھائے، مقتدی حضرات میں سے جن کو قرآن کا اتنا حصہ یاد نہیں ہے جو نماز کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے یا مخارج حروف اور قواعد تجوید کی رعایت کرتے ہوئے انہیں قرآن پڑھنا نہیں آتا ایسے لوگوں کو قرآن پڑھنا سکھائے، اگر کوئی مقتدی پنج وقتہ نماز میں سستی اور غفلت برتے تو اس کے دل میں نماز کی اہمیت اور اس کی عظمت اجاگر کرکے اس کو پنج وقتہ نماز کا پابند بنائے، مقتدی حضرات میں سے کوئی شریعت کے خلاف کام کرے تو بتدریج اس کی اصلاح پر توجہ دے، اگر ائمہ مساجد مقتدیوں میں دینی شعور بیدار کریں گے اور ان کا تعلق اللہ تبارک وتعالی سے مضبوط کریں گے تو ان شاء اللہ بہت جلد ایک صحت مند اور خوشگوار اسلامی معاشرہ وجود میں آئے گا اور مسلمانوں کی ایک ایسی جمعیت تیار ہوگی جو دین کے سچے اور مخلص سپاہی ہونگے اور اسلامی اقدار اور اسلامی تہذیب وثقافت کے پاسباں اور محافظ ہوں گے۔

مساجد میں عام طور پر جز وقتی مکاتب کا نظام قائم ہوتا ہے جس میں کم سن بچوں کو نورانی قاعدہ اور ناظرہ قرآن پڑھایا جاتا ہے، دین کی ضروری اور بنیادی باتیں انہیں سکھائی جاتی ہیں، یہ نونہال اور کم سن بچے قوم کی امانت ہیں، اس لئے ائمہ مساجد کی ذمہ داری ہے کہ وہ قوم کے ان نونہالوں پر توجہ دیں اور ان کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کا خاص اہتمام کریں، اسلامی رنگ وبو میں ان کا مزاج ڈھالنے کی کوشش کریں، مغربی تہذیب وثقافت کے نقصانات اور اس کے مفاسد سے روشناس کرائیں، اسلامی تہذیب وثقافت کا نقش ان کے لوح قلب پر ثبت کریں ان کے اخلاق وکردار کے بام ودر کو گلشن سیرت کے عطر بیز پھولوں سے مہکائیں، اسلامی اقدار وروایات کے حوالہ سے انہیں غیور بنائیں، حفظ قرآن مجید کا شوق ان کے دلوں میں پیدا کریں، ان کے سامنے دینی تعلیم کی عظمت اور اس کی اہمیت کو اجاگر کریں، اگر ائمہ مساجد مکاتب میں پڑھنے والے نونہال بچوں پر محنت کریں گے تو ایک تو مدارس کو سلیقہ مند اور دینی مزاج کے حامل طلبہ فراہم ہوں گے، دوسرے ان طلبہ نے مدارس میں اگر پورے ذوق وشوق سے اپنا تعلیمی سفر جاری رکھا اور صلاحیت مند اور ماہر عالم دین بن کر مدرسوں سے فارغ التحصیل ہوگئے اور اپنے علاقوں میں انہوں نے دعوت دین اور اشاعت اسلام کی کوششیں کیں اور جہالت وناخواندگی کی تاریکیوں میں علم وعمل کی روشنی پھیلائی تو یہ ساری کاوشیں اور خدمات ائمہ مساجد کے لئے صدقہ جاریہ ہوں گی اور قیامت تک اس کا ثواب انہیں پہونچتا رہے گا۔

ائمہ مساجد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر صبر، تحمل مزاجی، وسعت ظرفی اور فراخ دلی کی صفت پیدا کریں، کیونکہ کچھ مصلی خواہ مخواہ امام کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور اونٹوں تک کو نگل جانے والے لوگ امام ومؤذن کے اندر تنکے تلاش کرتے رہتے ہیں اور ان کے عیوب اور برائیوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں، ایسے وقت میں امام اگر اشتعال اور غصہ میں آجائے اور ان مصلیوں سے الجھ جائے تو مسائل اور پیچیدہ ہوجاتے ہیں، فرقہ بندی، تعصب وتحزب، ایک دوسرے پر الزام تراشی اور زبان درازی کی نوبت آجاتی ہے، اس لئے ائمہ مساجد کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی طرف سے آنے والی تکالیف کو برداشت کریں اور اپنے مخالفین کے حوالے سے وسعت ظرفی اور سیر چشمی کا ثبوت دیں، انشاء اللہ کچھ ہی دنوں میں ناقدین، امام کے مداح بن جائیں گے اور امام کی قدر ومنزلت اور اس کا عظمت واحترام مقتدیوں کی نگاہ میں بڑھ جائے گا۔

ائمہ مساجد کو سنجیدہ، باوقار اور شائستہ ہونا بھی نہایت ضروری ہے جو امام سنجیدہ اور باوقار ہوتا ہے لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت اور اس کا رعب ہوتا ہے لوگ اس کی بات توجہ اور غور سے سنتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اگر امام غیر سنجیدہ اور غیر شائستہ ہو تو لوگوں کے دلوں سے اس کا رعب ختم ہوجاتا ہے لوگ اس کی باتوں کو وقعت اور اہمیت دینا چھوڑ دیتے ہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ امام ایسے امور سے اجتناب اور کنارہ کشی اختیار کرے جو اس کے ہلکا پن اور خفت کو ثابت کرے، مثلاً بازار میں کھڑے کھڑے کھانا، بلاضرورت بازاروں میں گھومنا، عام راستوں اور چوراہوں پر بیٹھ کر فضول گفتگو کرنا، یہ سب وہ چیزیں ہیں جو منصب امامت کے دامن تقدس کا داغ ہے اور ائمہ حضرات کے قد کو کم کرنے والی ہیں۔

ایک کوتاہی ائمہ مساجد کے اندر یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ وہ نماز سے پہلے اور نماز کے بعد کی سنن مؤکدہ میں سستی اور غفلت برتتے ہیں ظاہر ہے کہ جب امام مسجد سنن مؤکدہ میں غفلت برتے گا تو عام لوگ فرائض میں بھی کوتاہی کریں گے، اس لئے ضروری ہے کہ امام سنن مؤکدہ اور سنن غیر مؤکدہ کی ادائیگی کا اہتمام کرے، اگرچہ گھروں میں سنن مؤکدہ پڑھنا مسنون ہے تاہم فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر گھروں میں جاکر سنن مؤکدہ پڑھنا دشوار ہو تو مسجد میں سنن پڑھنے کی گنجائش ہے اس لئے امام کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ مسجد ہی میں سنن مؤکدہ پڑھنے کا اہتمام کرے۔

بعض مساجد کے اندر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ائمہ فرض نماز کافی طویل اور لمبی سورتیں پڑھاتے ہیں ظاہر ہے کہ اس سے لوگ مشقت میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اس لئے فرض نماز میں ہلکی اور مختصر پڑھانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ حضرت معاذ بن جبل نے ایک مرتبہ عشاء کی نماز طویل فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور حضرت معاذ بن جبل کو ہلکی اور مختصر نماز پڑھانے کی تاکید کی، کیوں کہ مقتدیوں میں بعض کمزور، عمر دراز اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں جن کا خیال ضروری ہے، دوسری طرف یہ بھی ایک تکلیف دہ حقیقت ہے کہ ائمہ مساجد لوگوں کی توجہات اور عنایات سے محروم ہیں، آج ہم اپنے گرد وپیش کے مساجد کا بنظر انصاف جائزہ لیں کہ مساجد کے ائمہ ومؤذنین کو کیا تنخواہیں میسر ہیں؟ کیا اس آسمان چھوتی ہوئی مہنگائی کے دور میں ان کی ضروریات زندگی بھی بآسانی پوری ہوسکتی ہیں؟ کیا وہ اپنی حقیر اور معمولی تنخواہوں کے ساتھ گراں علاج ومعالجے اور اپنی اولاد کو اعلی تعلیم سے آراستہ کرنے کا تصور بھی کرسکتے ہیں؟ واقعہ یہ ہے کہ ہم لوگ جلسے، جلوسوں، ریلیوں اور شادی بیاہ کی تقاریب پر بے تحاشا خرچ کرتے ہیں، مسجد کی پرشکوہ اور دیدہ زیب عمارت، جاذب نظر گنبدوں اور بلند وبالا میناروں کے لئے بڑی سخاوت وفیاضی کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن مساجد کے ائمہ ومؤذنین جو تعاون کے اصل مستحق ہیں ان کو نظر انداز کردیتے ہیں اور ان کی مالی امداد کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ یہ دنیا آرزوؤں اور تمناؤں سے سجائی ہوئی ہے، لیلائے سیم وزر کی توبہ شکن آغوش ہر انسان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرتی ہے، دنیا کی دلفریب رنگینیاں اور ہوش ربا مناظر ہر انسان کو دعوت نظارہ دیتی ہیں، طاؤس ورباب کی لذتوں کے سامنے بڑے بڑے عزم واستقلال کے پیکر بے بس نظر آتے ہیں، ہاں نصرت خداوندی جس خوش نصیب شخص کے ہم عناں ہو تو اور بات ہے، ایسے وقت میں مرد اگر زہد وقناعت کو اپنا شعار بنالے اور مادیت کے خاردار دامن سے بچ کر نکلنے کی کوشش کرے تو کیا یہ توقع رکھی جاسکتی ہے کہ اس کے سب گھر والے بھی اسی رنگ میں رنگ جائیں گے، اس لئے مقتدی حضرات کی ذمہ داری ہے کہ وہ ائمہ مساجد کی معاشی سطح کو اونچا اٹھائیں، اور ان کا ہر ممکن اس قدر مالی تعاون کریں کہ اس سے ان کے گھریلو ضروریات بآسانی پورے ہوجائیں اور وہ یکسوئی کے ساتھ دین کی خدمت انجام دے سکیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "**للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم**" (بقرہ)۔ ان فقراء کے لئے خرچ کرو جو راہ خدا میں اس طرح گھر گئے ہیں کہ وہ (طلب معاش کے لئے) زمین میں دوڑ دھوپ نہیں کرسکتے، ناواقف لوگ حیاء اور عفت کی وجہ سے انہیں مالدار خیال کرتے ہیں حالانکہ ان کے قیافے سے تم (ان کی حاجت مندی کو) پہچان سکتے ہو۔

اس آیت کریمہ کا مصداق وہ دینی خدمت گزار بھی ہیں جو خدمت دین میں مصروف ہونے کی وجہ سے طلب معاش کے لئے اپنا وقت فارغ نہیں کرسکتے، ان کی ضرورتوں کا خیال کرنا اور ان کی معیار زندگی کو بلند کرنا امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔

گیان واپی مسجد کا سچ

پروفیسر عتیق احمد فاروقی

گیان واپی مسجد کا معاملہ آج پھر بابری مسجد سے متعلق واقعات کو یاد دلا رہا ہے۔ پہلے کا پلاٹ آرایس ایس نظریات کے حامی سینئر کانگریس لیڈران نے تیار کیا تھا لیکن آج گیان واپی مسجد سے متعلق پلاٹ ناگ پور کے آشرواد سے موجودہ حکمراں جماعت کے جونیئر قائدین نے تیار کیا ہے۔ سب کچھ اسی طرح ہورہا ہے جیسے ماضی میں بابری مسجد معاملے میں ہوا تھا۔ دونوں ہی معاملوں میں ضلع سطح کی عدالتوں نے اہم کردار نبھایا تھا۔ واقعہ کی شروعات اس طرح سے ہوتی ہے کہ کچھ خواتین نے بنارس کی ایک نچلی عدالت سے مسجد میں پوجاپاٹ کی اجازت مانگی۔ اس پر عدالت نے گیان واپی مسجد کے سروے کیلئے ایک کمیشن مقرر کردیا۔ مسجد کی انتظامیہ نے عدالت کے اس فیصلے کو ہائی کورٹ میں چیلنج بھی کیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس معاملے میں پچھلے تیس سالوں سے ایک اسٹے بھی موجود ہے جس کی خلاف ورزی نچلی عدالت نے کی۔ بہرحال ہائی کورٹ نے مسجد انتظامیہ کی عرضی کو خارج کردیا۔ مسجد انتظامیہ نے جس بنیاد پر ان خواتین کی عرضی کو چیلنج کیا تھا وہ تھی پلیس آف ورشپ ایکٹ 1991 جسے کانگریس حکومت میں پارلیمان میں پاس کیا گیا تھا۔ اُس قانون کے مطابق بابری مسجد کو چھوڑ کر باقی تمام مذہبی مقامات کی وہی حیثیت رہے گی جو آزادی کے وقت 1947 میں تھی۔ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ اِس قانون کو عدالت عظمٰی نے بابری مسجد کا فیصلہ سناتے وقت آئین کی بنیاد کا خاص حصہ بتایا تھا۔ اِس طرح قانونی طور پر کسی بھی مذہبی عبادت گاہ کی موجودہ صورت بدلنے پر کوئی بحث نہیں کی جاسکتی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر پڑھا لکھا اور سنجیدہ انسان، چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، یہ مانے گا کہ نچلی عدالت کی تمام موجودہ کارروائی غیر قانونی ہے۔

عدالت کے ذریعہ مقررہ کمیشن نے سروے کا کام مکمل کرلیا اور ہندو فریق کے ایک وکیل نے کورٹ میں سروے رپورٹ پیش ہونے سے پہلے ہی یہ دعویٰ کیا کہ احاطہ میں اس مقام پر شیولنگ ملا ہے جہاں نمازی نماز سے پہلے وضو کرتے ہیں۔ اِس سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ ذیلی عدالت کے قابل جج نے بغیر رپورٹ دیکھے ہوئے صرف ایک ہندو فریق کی عرضی پر وضوخانے کو بند کرنے، نمازیوں کی تعداد محدود کرنے اور اس مقام کو سیل کرنے کا حکم ضلع مجسٹریٹ کو صادر کردیا۔ پولیس اور سی آر پی ایف کے افسران کو بھی عدالت کی طرف سے اس طرح کے احکامات جاری کئے گئے۔ دوسری جانب مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کا الزام ہے کہ انکی درخواست پر انہیں اپنا موقف رکھنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ اس سلسلے میں ایک اور دلچسپ بات کا انکشاف یہاں ضروری ہے۔ 16 مئی کو جب سروے کی شروعات ہوئی تو ہندو فریق کے وکیل وشنو جین نے دھوکے سے موبائل حاصل کرلیا جو کہ سروے کے مقام پر ممنوع تھا۔ اس نے اپنے والد سے بات کرکے سروے کی رپورٹ لیک کردی اور ان کو کورٹ بھیج دیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

فکر آخرت و احتساب زندگی

مولانا شمس الحق ندوی

آخرت کی کامیابی کے لیے قرآن کریم نے وہ اصول واحکام اور احادیث شریفہ نے نہ صرف اس کی وضاحت وتشریح بیان کی ہے بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اس پر عمل کر کے قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے عملی نمونہ پیش کر دیا ہے۔ تاریخ میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ نے نہایت شاندار محل تعمیر کرایا اس محل کی شان وشوکت کا یہ عالم تھا کہ اس کی چمک دمک سے آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں، حسن و جمال کی تکمیل کے سارے سامان اس میں مہیا تھے، زیبائش و آرائش سے مزین ومرصع ہر ہر گیٹ پر اسلحہ سے لیس اعلی قسم کی وردیاں پہنے ہوئے فوجی دستے دورویہ کھڑے تھے جو شاہی جاہ وجلال کا انوکھا منظر پیش کر رہے تھے محل کے اردگرد تماشائیوں کا ایک زبردست ہجوم داد تحسین دے رہا تھا، ہر شخص کی زبان پر مدح وستائش کا کلمہ جاری تھا، بادشاہ تمسخر وغرور کے لہجہ میں ہر ایک سے پوچھتا کہ محل میں کوئی عیب وخامی تو نہیں ہے، ہر ایک تعریف کرتا، یہی کہتا کہ اس میں کوئی عیب ہے نہ خامی محل اور محل کا ساز وسامان بے نظیر و بے مثال ہے۔ مگر اس جم غفیر میں تین ایسے جری اور ہوشمند نکل آئے جنھوں نے ایک نہیں دو عیب نکال دیے، انھوں نے کہا: ہاں یہ محل واقعی اپنی شان کا انوکھا محل ہے مگر اس میں دو عیب ہیں، یہ نہ ہوتے تو کیا کہنا تھا مگر یہ دو عیب ہیں اور رہیں گے، وہ کیا؟ بادشاہ نے حیرت وتعجب اور غیض وغضب کے ملے جلے انداز میں پوچھا، انھوں نے نہایت متانت وسنجیدگی اور اعتماد سے کہا کہ ایک عیب تو یہ ہے کہ جیسے جیسے وقت گذرتا جائے گا محل کا حسن وجمال ماند پڑتا جائے گا، اس کے استحکام میں ضعف و بوسیدگی ہوتی جائے گی، دوسرا عیب جو اس سے بھی بڑا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا مالک اس کو یوں ہی چھوڑ کر بڑی حسرت ویاس کے ساتھ عالم آخرت کو روانہ ہو جائے گا، ان الفاظ کا سننا تھا کہ بادشاہ ایک گہرے فکر میں ڈوب گیا، یہ محل، اس کی شان وشوکت، یہ لاؤ لشکر مجھ سے چھوٹ جائے گا؟ کل اس پر کسی اور کا قبضہ ہوگا، پھر اس سے دل بستگی کے کیا معنی؟ کیوں نہ زندگی کا وہ رخ اختیار کیا جائے جس میں حسرت ویاس کا گذر نہ ہو، دائمی عزت وسرفرازی نصیب ہو، وہ زندگی نصیب ہو جس کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا کہ ان کو صبر وثابت قدمی کے صلہ میں بالا خانے دیے جائیں گے، مبارکباد وسلام (کے سوغات حاصل) ہوں گے جو عارضی اور فانی نہ ہوں گے بلکہ (خالدین فیھا حسنت مستقرا ومقاما) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، ٹھہرنے اور رہنے کی بہترین جگہ ہے: ”جزاء ھم عند ربھم جنت عدن تجری من تحتھا الأنھار خالدین فیھا أبدا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ذالک لمن خشی ربہ“ (ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشہ باقی رہنے والے وہ باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہو گیا، اور وہ اس سے خوش، یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرا)۔ یہ خیال آنا تھا کہ بادشاہ کی دنیا ہی بدل گئی، یہ خوبصورت محل مٹی کا ڈھیر معلوم ہونے لگا، اس نے اسی وقت اس کو خیر باد کہا اور فکر آخرت میں لگ گیا، اب اسے صرف اس زندگی کی فکر تھی جو ابدی ولازوال ہے جہاں بقا ہی ہے، فنا کا گذر نہیں۔ تاریخ کے اس آئینہ میں اگر آج ہم اپنی صورت دیکھیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ ہم اپنے اقتدار، مال ودولت، فرموں اور ملوں، دوکانوں اور کارخانوں کو دیکھ کر کتنے خوش ہوتے ہیں اور اس فکر میں حیات اخروی کو اس طرح بھولے ہوئے ہیں اور اس پر اس طرح خوشی سے پھولے ہوئے ہیں جیسے ہمیشہ کے لیے ساری زندگیوں کا بیمہ ہو چکا ہے، کیا ہم بھی اپنی ترقیوں میں ان دو عیبوں پر بھی غور کرتے ہیں؟ ہر ترقی زوال پزیر ہے، ہر مالک وحاکم اپنے ملک وحکومت کو چھوڑنے والا ہے، دوسرے قبضہ کرنے کی تاک میں ہیں، اس حقیقت کو واضح فرمانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت بلیغ انداز میں فرمایا کہ تم کو اپنے مال سے زیادہ محبت ہے یا غیر کے مال سے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے نبی! غیر کے مال سے کس کو محبت ہوگی، ہر ایک کو اپنا ہی مال عزیز ہوتا ہے، آپ نے فرمایا تم نے اپنے مال میں سے جو کچھ خرچ کر لیا وہی تمہارا ہے، باقی تو وارثوں کا ہے اور تم کو زیادہ محبت اس سے ہے، تم اس کو اپنا سمجھتے ہو، یہ کتنی بے عقلی ونادانی ہے!!!۔

اسی حقیقت کو واضح فرمانے کے لیے آپ نے ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ: انسان کے تین دوست ہیں، ان میں سے ایک تو اسی وقت ساتھ چھوڑ دیتا ہے جس آن وہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے، دوسرا قبر تک ساتھ دیتا ہے، تیسرا سب سے بہتر وفادار ہے جو آخرت میں بھی ساتھ دیتا ہے، پھر آپ نے وضاحت فرمائی کہ پہلا دوست مال ہے جو آخری سانس کے ساتھ ہی ساتھ چھوڑ دیتا ہے مگر یہ عجیب قصہ ہے کہ ہم کو اس دوست کے ساتھ محبت اور لگاؤ ہے جو ایک دو قدم بھی ساتھ نہیں دیتا، اس پر فریفتہ اور نثار ہیں، اور جو ہر منزل پر ساتھ دے گا، اس کی طرف سے یکسر بے توجہ اور غافل ہیں، کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم اس سے اپنا رشتہ استوار کرتے، اگر ایسا ہوتا تو ہم کو اس دنیا میں بھی بہت سے مصائب وآلام سے چھٹی ملتی، سکھ چین سے ہمکنار ہوتے اور آخرت میں بھی۔

آج ساری دنیا ان فانی چیزوں میں اپنی زندگی کو لگا رہی ہے اور اس کے پیچھے اس طرح دوڑ رہی ہے کہ اسے راستہ کے گڑھوں اور غاروں کا بھی ہوش نہیں ہے، کبھی تو وہ اس طرح ٹھوکر کھاتی اور گرتی ہے کہ دیکھنے والوں کو ترس آتا ہے، ہمارے سامنے کتنی ایسی مثالیں آتی ہیں کہ جو شخص ہزاروں کے جلوس میں چلتا ہے، اربوں روپیوں کا مالک ہے، خالی ہاتھ اس طرح جاتا ہے کہ مٹھی کھلی کی کھلی رہتی ہے، ساتھ کوئی نہیں دیتا اور یہ ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس کو کسی فلسفیانہ اور منطقی دلیل سے نہیں جھٹلایا جا سکتا، ایک یہی وہ مسئلہ ہے جس میں دنیا کے کسی طبقے کو اختلاف نہیں، اس دار فانی میں آنے والے ہر شخص کو یہ منزل پیش آ کر ہی رہے گی:

ہم نہ تھے کل کی بات ہے صوفی
ہم نہ ہوں گے دن بھی دور نہیں

یہ خیال ہمارے اس زمانے میں جیسے لوگوں کے دلوں سے نکل چکا ہے، آج انسان جھوٹی عزت، جھوٹی بھوک کے گرد کولہو کے بیل کی طرح چکر لگا رہا ہے اور یہ وہ دائرہ ہے جس کی مسافت ختم ہی نہیں ہوتی، اس لیے حضور نے فرمایا ہے جس کا مفہوم ہے کہ: آدم کے منہ کو تو مٹی ہی بھر سکتی ہے، اس ہوس کی کھلی ہوئی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جو ایک دوکان کا مالک ہے، دوسرے کی فکر میں ہے، جو کئی فرموں اور کارخانوں کا مالک ہے، اس کو آگے کی فکر ہے، اس زندگی کے بعد کیا ہے؟ آخرت میں کیا گذرے گی؟ وہاں کیا کیا کام آئے گا؟ اس سے ذہن خالی ہیں، اوپر کا واقعہ ہماری عبرت کے لیے کافی ہے، ایسے شاندار گل اور جاہ وجلال کا نچوڑنا مشکل ومحال تھا مگر جب اس کے دو عیب سامنے آ گئے تو اس کی کوئی قیمت نہ رہی، بات صرف محل کی نہیں، اس دنیا کی ہر چیز میں یہی دو عیب ہیں سوائے اعمال خیر کے، کیوں نہ ہم اس چیز کو اپنائیں جس میں یہ دو عیب نہیں، وہ ہے فکر آخرت اور زندگی کا احتساب، اس کے علاوہ جو کچھ ہے اس کا انجام حسرت وماتم کے سوا کچھ نہیں۔

بقیہ: .... گیان واپی مسجد کا سچ

ان کے والد نے کورٹ میں ایک عرضی داخل کر کے سروے کی تفصیل بتائی جس کا فیصلہ کورٹ کی روایت کے مطابق دو بجے دن کے بعد ہونا چاہیے تھا مگر عدالت نے وشنو جین کے والد کی اپیل پر بارہ بجے دن میں ہی فیصلہ سنا دیا۔ علاوہ ازیں بار ایسوسی ایشن کے آرڈر کے خلاف مسلمان فریق کی غیر موجودگی میں یہ فیصلہ سنایا گیا اور وہ بھی بنا رپورٹ کا جائزہ لئے ہوئے۔

بہر حال گیان واپی مسجد کی انتظامیہ نے سول کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ سے رجوع کیا اور عدالت عظمیٰ نے ریاستی حکومت کو ہدایت دی ہے کہ وہ اتر پردیش کے گیان واپی مسجد کامپلیکس میں اس علاقہ کی حفاظت کرے جہاں ہندوؤں کے مطابق ایک شیولنگ پایا گیا تھا۔ سپریم کورٹ نے یہ بھی حکم دیا کہ کسی مسلمان کو نماز پڑھنے سے نہیں روکا جائے گا اور نہ ہی کوئی رکاوٹ پیدا کی جائے گی۔ سپریم کورٹ نے بعد کی سماعت میں بنارس کی سول عدالت کو یہ بھی ہدایت دی کہ وہ گیان واپی مسجد سروے تنازع سے متعلق معاملہ کی سماعت یا فیصلہ نہ کرے۔ شیولنگ ملنے کے دعویٰ کو غلط قرار دیتے ہوئے مسجد انتظامیہ کے وکیل کا کہنا ہے کہ جسے وہ شیولنگ بتاتے ہیں وہ وضوخانہ کے درمیان لگا ایک فوارہ ہے جو نیچے چوڑا ہوتا ہے اور اوپر تنگ ہوتا ہے۔ اس کی شکل شیولنگ جیسی ہوتی ہے۔ پر لطف بات یہ ہے کہ سروے میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ مسجد کمپلیکس میں شیولنگ ملا ہے بلکہ واضح کیا گیا ہے کہ اس مقام پر شیولنگ جیسی شکل کی چیز ملی ہے۔ ہندوستان میں شیولنگ جیسی شکل کی چیزیں تو لاکھوں مقام پر ملیں گی۔ مسلم پرسنل لاء بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے کچھ اور باتوں کا انکشاف کیا ہے۔ جیسے انہوں نے بتایا کہ 1973 میں دین محمد بنام اسٹیٹ سکریٹری میں عدالت نے زبانی شہادت اور دستاویزات کی روشنی میں یہ بات طے کردی تھی کہ یہ پورا احاطہ مسلم وقف کی ملکیت ہے اور مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کا حق ہے۔ عدالت نے یہ بھی طے کر دیا تھا کہ متنازع اراضی کا کتنا حصہ مسجد ہے اور کتنا حصہ مندر ہے، اسی وقت وضوخانہ کو مسجد کی ملکیت تسلیم کیا گیا تھا۔ وقف بورڈ سول کورٹ کی اس کارروائی کے خلاف ہائی کورٹ سے رجوع کر چکا ہے اور ہائی کورٹ میں یہ مقدمہ زیر التوا ہے۔ اس طرح تمام حقائق یہ بات واضح کرتے ہیں کہ حکمراں جماعت کا مقصد 2024 کے پارلیمانی انتخابات تک عوام کو مسجد-مندر اور آثار قدیمہ کی عمارتوں میں ہندو دیوی دیوتاؤں کی تلاش جیسے مدعوں میں الجھائے رکھنا ہے تاکہ بنیادی مسائل مہنگائی، بیروزگاری اور صحت وتعلیم کے کمزور بنیادی ڈھانچہ کی طرف سے ان کا دماغ ہٹائے رکھا جائے اور انتخابات میں فتح بھی حاصل ہو۔ دانشوروں کو ہمارے بھولے عوام، خصوصاً اکثریتی فرقہ کے افراد کو یہ سمجھانا ہوگا کہ جب تک وہ بیدار ہوں گے، اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوگی اور اللہ نہ کرے ہمارے ملک کی حالت تب تک سری لنکا سے بھی بدتر ہو چکی ہوگی۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

گرمی کی شدت؛ احتیاط اور علاج

گرمیوں کا موسم اپنے عروج کی طرف گامزن ہے اس موسم میں بیماریوں کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔ پیٹ، آنتوں اور معدے کے مختلف مسائل کے ساتھ ساتھ سن سٹروک، جسے اردو زبان میں 'لُو لگنا' کہتے ہیں، کا مسئلہ بھی عام ہو جاتا ہے۔ جو لوگ گھر سے باہر زیادہ وقت گزارتے ہیں ان کو سن سٹروک یا ہیٹ سٹروک کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔

گرمی کی شدت جب برداشت سے باہر ہو جاتی ہے تو انسانی جسم اس درجہ حرارت کو برداشت نہیں کر پاتا خاص طور پر یہ موسم بزرگوں، بچوں اور خواتین پر بے حد اثر انداز ہوتا ہے۔ سن سٹروک یا لُو لگنا کسی بیماری کا نام نہیں ہے بلکہ یہ انسانی دماغ کی ایک کیفیت کا نام ہے، جس میں انسانی دماغ اور انسان کا جسم بیرونی درجہ حرارت کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر بروقت اور درست طریقہ علاج مہیا نہ کیا جائے تو موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ یہ کہنا ہرگز بے جا نہ ہوگا کہ لُو لگنا یا سن سٹروک ایک طبی ہنگامی صورتحال ہے، جس کا فوری علاج ضروری ہے۔

لُو کی علامات میں جلد خشک اور گرم ہو جاتی ہے۔ پسینہ آنا بند ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے جسم کا خود کار نظام خود کو ٹھنڈا نہیں کر پاتا۔ سانس لینے میں دقت ہوتی ہے اور تیز تیز بمشکل سانس لینے کی وجہ سے سانس پھولنے لگتا ہے۔ جسم کا درجہ حرارت اور دل کی دھڑکن اچانک تیزی سے بڑھ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ سر میں دھڑکن جیسا درد جسے HeadThrobbing کہتے ہیں، شروع ہو جاتا ہے۔ بلڈ پریشر ایک دم گر جاتا ہے۔ اس کے علاوہ چکر آتے اور پیاس کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ کمزوری اور پٹھوں میں کھنچاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ اچانک تیز بخار سا ہو جاتا ہے اور متلی، قے کی کیفیت شروع ہو جاتی ہے۔ جس کے ساتھ بے ہوشی طاری ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات نکسیر بھی پھوٹ جاتی ہے۔

وہ افراد جو اپنا زیادہ تر وقت باہر دھوپ میں گزارتے ہیں یا وہ لوگ جو گرم موسم میں پانی پیے بغیر بہت زیادہ جسمانی سرگرمیاں یا ورزش کرتے ہیں اور موسم گرما کی مناسبت سے لباس بھی زیب تن نہیں کرتے ان میں لو لگنے کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے۔ بچے اور بزرگ افراد بھی زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور وہ لوگ جو طویل عرصے سے امراض قلب یا سانس کی تکلیف، ہائی بلڈ پریشر اور گردے کے مرض میں مبتلا ہوں وہ بھی سن سٹروک کا آسانی شکار ہو سکتے ہیں۔

سن سٹروک کے شکار افراد کو فوری طور پر ہسپتال پہنچانا چاہئے لیکن اگر ہسپتال دور ہے یا کسی وجہ سے دیر ہو جانے کا امکان ہو تو ابتدائی طبی امداد فوری فراہم کرنی چاہئے۔ کیونکہ لُو لگنے کی صورت میں ابتدائی طبی امداد میں تاخیر موت کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ مریض کو فوری طور پر دھوپ والی جگہ سے ہٹا کر کسی سایہ دار اور ایئر کنڈیشنر والی جگہ پر ٹانگیں کسی اونچی چیز پر رکھ کر لٹا دینا چاہئے اور مریض کے کپڑے اگر تنگ ہیں تو انہیں ڈھیلا کر دیں اور جسم کے درجہ حرارت میں کمی لانے کے لئے گردن، بغلوں، کلائیوں، ٹخنوں اور رانوں پر برف کی ٹکور کرنی چاہئے۔ جتنا ممکن ہو سکے ٹھنڈا پانی پلائیں۔

لُو کے دوران جسم میں نہ صرف پانی کی کمی ہو جاتی ہے؛ بلکہ نمکیات اور ضروری الیکٹرولائٹس کی بھی کثیر مقدار ضائع ہو جاتی ہے لہٰذا اس صورت میں مریض کو نمکیات کی کمی کو دور کرنے کے لئے او۔آر۔ایس یا نمک ملا پانی پلانا چاہئے۔ اور پھر کچھ دیر کے آرام کے بعد ٹھنڈے پانی سے ضرور نہلانا چاہئے۔

لُو لگنے کی صورت میں اگر مریض کو فوری طبی امداد نہ دی جائے تو مریض بے ہوشی یا کومے کی حالت میں بھی جا سکتا ہے۔ کچھ افراد میں جسم کے درجہ حرارت کے بہت زیادہ بڑھ جانے کی وجہ سے دل بھی کام کرنا چھوڑ سکتا ہے، گردے بھی ناکارہ ہو سکتے ہیں اور دماغ بھی اپنا کام کرنا چھوڑ دیتا ہے، جس کی وجہ سے مریض کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

معدے اور آنتوں میں ورم ہو جاتا ہے، جس میں مریض کو اُلٹیاں، بخار، پیٹ کا درد، اسہال شروع ہو جاتے ہیں اور بہت زیادہ قے اور اسہال کی وجہ سے مریض کے جسم میں پانی کی کمی ہو جاتی ہے۔ اس مرض میں مریض کو احتیاط کرنی چاہئے اور اس کو مزید پیچیدگیوں سے بچانے کے لئے مریض کے جسم میں پانی کی کمی کو پورا کرتے رہنا چاہئے۔ جراثیم زدہ خوراک اور پانی پینے سے گریز کرنا چاہئے اور صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

احتیاطی تدابیر:

گرمیوں میں سن سٹروک یا ہیٹ سٹروک کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں، لہٰذا اس سے بچنے کے لئے مختلف تدابیر بھی اپنانی چاہئے تاکہ ممکنہ نقصان سے بچا جا سکے۔ ☆ لو لگنے سے بچنے کے لئے خود کو گرمی اور دھوپ سے بچانا چاہئے۔ ☆ روزمرہ کے زیادہ تر کام صبح یا شام کے اوقات میں کر لینے چاہئیں جب سورج کی حدت میں نسبتاً کمی ہوتی ہے۔ اور حتیٰ الامکان کوشش کرنی چاہئے بلاوجہ گھروں سے باہر نہ نکلیں ☆ زیادہ دیر تک تیز دھوپ میں نہ رہیں اور اگر بہت ضروری ہو تو چھتری یا کوئی گیلا کپڑا سر پر رکھ کر باہر جانا چاہئے اور اپنے ساتھ پانی کی ایک بوتل ضرور رکھیں۔ ☆ ڈھیلے اور ہلکے رنگوں کے ملبوسات زیب تن کرنے چاہئیں اور گرمی میں گہرے رنگ خاص طور پر کالے رنگ کے لباس نہ پہنیں۔ ☆ گرم موسم میں زیادہ سے زیادہ پانی اور ٹھنڈے مشروبات کا استعمال کرنا چاہئے۔ روزانہ کم از کم تین سے چار لیٹر پانی لازمی پینا چاہئے۔ اس سے ہمارے جسم میں نمکیات اور پانی کا توازن برقرار رہتا ہے۔ گرمیوں کے موسم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں مختلف مزیدار پانی سے بھرپور پھلوں سے نوازا ہے ان سے لازمی مستفید ہونا چاہئے۔ تربوز گرمی کا بہترین توڑ ہے اس کے ساتھ ساتھ کھیرا، فالسہ اور آلو بخارہ بھی گرمی کے موسم میں مفید ہیں۔ ☆ اس موسم میں مرغن، تلی ہوئی اشیاء، کھٹی غذاؤں، باسی خوراک اور پیک شدہ کھانوں سے حتی الامکان گریز کرنا چاہئے کیونکہ ان سے ڈائریا کی شکایت بھی ہو سکتی ہے۔ ☆ موسم گرما میں زیادہ تیل، مرچ مسالوں والے کھانے، گرم اشیاء، چائے اور کافی کا استعمال کم سے کم کرنا چاہئے۔ ☆ موسم گرما میں خاص طور پر گھر میں پکے ہوئے تازہ اور صاف ستھرے کھانے کھانے چاہئیں اور کھانوں کو درست درجہ حرارت پر پکانا چاہئے۔ تیار ہونے کے بعد کھانے کو مناسب درجہ حرارت پر رکھنا چاہئے۔ گرمیوں کے موسم میں گوشت کے زیادہ استعمال سے پیٹ بھی خراب ہو سکتا ہے۔ ☆ سڑکوں کے کنارے کھڑے ٹھیلے والے سے یا بازاروں میں فروخت کئے جانے والے کھلے کھانوں سے گریز کرنا چاہئے۔ کھلی فروخت کی جانے والی کھانے پینے کی اشیاء جن پر مکھیاں اور کیڑے مکوڑے بیٹھتے ہیں، ٹائیفائیڈ، ہیضہ اور ہیپاٹائٹس جیسے امراض کا باعث بنتے ہیں۔ ☆ گرم موسم میں کچے سلاد اور ایسے پھل کھانے چاہئیں جن میں پانی کی مقدار زیادہ ہو جیسے کھیرا، تربوز، آم، خربوزہ اور گاجر وغیرہ۔ ☆ گھر میں ہی تازہ پھلوں کا رس نکال کر اسے فوراً استعمال کر لینا چاہئے۔ فریج میں رکھنے سے اس میں جراثیم پیدا ہو سکتے ہیں۔ آلودہ پانی اور گلے سڑے پھل بچوں اور عمر رسیدہ افراد کو ڈائریا کے مرض میں مبتلا کر سکتے ہیں۔ ☆ گرمی میں دہی کا استعمال بڑھا دینا چاہئے۔ ☆ طبی ماہرین کے مشورے کے مطابق شدید گرمی میں اینٹی ڈپریشن ادویات استعمال نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ان سے فالج کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

آسام کے مدرسوں کو اسکول میں تبدیل کرنے کا معاملہ سپریم کورٹ پہنچا

آسام کے وہ مدرسے جنھیں ریاستی حکومت نے اسکول میں تبدیل کر دیا، معاملہ اب سپریم کورٹ تک پہنچ چکا ہے۔ اس سے پہلے یہ معاملہ گوہاٹی ہائی کورٹ میں تھا جس نے حکومت کے فیصلے کو درست بتاتے ہوئے اس میں مداخلت سے انکار کر دیا تھا۔ آسام میں سرکاری مدارس کو اسکولوں میں تبدیل کرنے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے۔ دراصل آسام حکومت کے اس فیصلے کو ہائی کورٹ نے برقرار رکھا تھا۔ ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا ہے۔ معاملہ عدالت میں ہونے کی وجہ سے حکومت اس پر عمل درآمد نہیں کر سکی۔ گوہاٹی ہائی کورٹ نے اپنے حکم میں آسام ریپائلنگ ایکٹ 2020 کو برقرار رکھا۔ اس کے تحت موجودہ مدارس کو باقاعدہ سرکاری اسکولوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ سپریم کورٹ میں یہ اپیل 13 درخواست گزاروں نے دائر کی ہے، جو آسام کے رہنے والے ہیں۔ درخواست میں کہا گیا ہے کہ ہائی کورٹ نے غلط مشاہدہ کیا ہے کہ مدارس، سرکاری اسکول ہیں، اور یہ سرکاری مدد سے بنائے گئے ہیں۔ آسام کی حکومت نے آئین کے آرٹیکل (1)28 کو غلط پہلو سے دیکھا ہے، جس کے تحت مذہبی تعلیم دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

سپریم کورٹ میں مساجد کا سروے کرانے کی عرضی داخل

ملک بھر میں چل رہے مندر-مسجد تنازعہ کے درمیان سپریم کورٹ میں ایک مفاد عامہ عرضی داخل کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ملک کی 100 سال سے پرانی تمام اہم مسجدوں کا سروے کرایا جائے۔ اس حوالہ سے ہندوستان کے محکمہ آثار قدیمہ یا کسی دوسرے ادارے کو حکم جاری کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ عرضی میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں 100 سال سے زیادہ پرانی تمام قدیمی مسجدوں، جہاں وضو کے لئے کوؤں، تالابوں یا دوسرے مذہب کی عبادت گاہوں کے ساتھ چھپے ہوئے راستے ہوں، ان کا سروے کرایا جائے۔ سروے کو خفیہ رکھنے کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے، تاکہ اگر کوئی باقیات برآمد ہوتی ہوں تو مذہبی نفرت پھیلنے اور جذبات کو بھڑکنے سے روکا جا سکے۔ عرضی میں مزید منطقی دعویٰ کیا گیا ہے کہ قرون وسطیٰ میں مسلم حملہ آوروں نے بہت سے ہندو، جین، سکھ اور بدھ مندروں کی بے حرمتی کی اور ان کو توڑ کر مساجد بھی بنائی گئیں۔ لہٰذا ان قدیمی عبادت گاہوں سے اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب سے وابستہ متعدد دیوی دیوتاؤں کی باقیات برآمد ہوں گی۔ باہمی تعاون اور ہم آہنگی کے لیے ان مساجد میں موجود آثار کا احترام کیا جائے اور ان کی دیکھ بھال اور واپسی کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ خیال رہے کہ دہلی-این سی آر کے ایڈوکیٹ شوبھم اوستھی اور سپترشی مشرا نے ایڈوکیٹ دویک نارائن شرما کے توسط سے یہ مفاد عامہ عرضی دائر کی ہے۔

ملک کے مختلف ہائی کورٹس کے لیے 10 جج، چار ایڈیشنل جج کا تقرر

صدر جمہوریہ ہند رام ناتھ کووند نے چیف جسٹس آف انڈیا این۔وی رمنا کے مشورے پر مختلف ہائی کورٹس میں 10 ججوں اور چار ایڈیشنل ججوں کا تقرر کیا ہے۔ یہ اطلاع مرکزی وزارت قانون و انصاف نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے دی۔ بیان کے مطابق مدراس ہائی کورٹ کے نو ایڈیشنل ججوں کو ترقی دے کر جج مقرر کیا گیا ہے، جب کہ ایک وکیل کو دہلی ہائی کورٹ کا جج بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دو جوڈیشل افسران کو کلکتہ ہائی کورٹ کے ایڈیشنل جج اور ایک وکیل کو دہلی ہائی کورٹ کے ایڈیشنل جج کے طور پر ترقی دی گئی ہے۔ بیان کے مطابق مدراس ہائی کورٹ کے ایڈیشنل جج جسٹس گووندراجلو کو ہائی کورٹ کے جج کے طور پر ترقی دی گئی ہے۔ اسی طرح دیگر ایڈیشنل ججوں-جسٹس دیراسامی سیواگنانم، جسٹس گنیشن ایلنگووں، جسٹس انجی سبرانیم، جسٹس کمل شانموگا سندرم، جسٹس ستی کمار سوکمار کروپ، جسٹس مرلی شنکر کپور جو، جسٹس منجولا رامارا جونلیا اور جسٹس تھاملسیلوی ٹی والیا پالائم کو ایڈیشنل جج سے ترقی دے کر مدراس ہائی کورٹ میں ہی جج کے طور پر تعینات کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وکیل انیش دیال کو دہلی ہائی کورٹ کا جج مقرر کیا گیا ہے۔ مدراس ہائی کورٹ کے ایڈیشنل جج جسٹس اے اے۔ نکیران کی مدت ملازمت میں مزید ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے۔ ایڈوکیٹ امیت شرما کو دہلی ہائی کورٹ کا ایڈیشنل جج بنایا گیا ہے۔ عدالتی افسران محترمہ شمپا دت) پال (اور سدھارتھ رائے چودھری کو کلکتہ ہائی کورٹ کا ایڈیشنل جج مقرر کیا گیا ہے۔

Volume:62/72,Issue:21 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

جس سے پرواز حاصل تھی شاہیں تجھے
آہ! تجھ سے وہی بال وپر کھو گیا
(محرم ور بھنگوی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

اسلاموفوبیا کی شکار طاقتیں

سراج نقوی

دلّی میں منعقد آر ایس ایس کے ایک پروگرام میں بی جے پی کی حکمرانی والی ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ نے جس طرح مسلم مخالف اپنے اقدامات کو حصولیابی کے طور پر پیش کیا اس سے واضح ہے کہ بھگوا طاقتیں اسلاموفوبیا کی شکار ہیں اور ملک کی سب سے بڑی اقلیت کے خلاف منافرت پر مبنی اپنے کارناموں کو کامیاب حکمرانی کا معیار مانتی ہیں۔ حالانکہ اس طرز فکر نے ملک کی معیشت اور سماجی تانے بانے کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے اس کا پوری طرح اندازہ ابھی نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کے دوررس نتائج پورے ملک کے لیے تباہ کن ہونگے۔ یہ الگ بات ہے کہ فرقہ فرست طاقتوں کے نزدیک ملک کا مطلب ہندو راشٹر ہے اور یہ طاقتیں اقتصادی، سماجی وثقافتی تباہی کی قیمت پر اس نشانے کو حاصل کرنا چاہتی ہیں۔

دراصل مذکورہ پروگرام سنگھ کے ترجمان اخبارات 'پانچجنیہ' اور 'آرگنائزر' کے ۷۵ برس مکمل ہونے پر منعقد کیا گیا تھا۔ اس پروگرام میں بی جے پی کی حکمرانی والے وزرائے اعلیٰ بھی شریک تھے۔ ان میں اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ، اتراکھنڈ کے وزیر اعلیٰ پشکر سنگھ دھامی اور آسام کے وزیر اعلیٰ ہیمنت بسوا وغیرہ خاص طور پر اس لیے قابل ذکر ہیں کہ ان سب نے اپنی حکمرانی سے متعلق جو رپورٹ کارڈ پیش کیا، اس میں ان تمام باتوں کا خاص طور پر ذکر تھا کہ جن کا تعلق سنگھ کے فرقہ وارانہ ایجنڈے سے ہے۔ حالانکہ اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے ریاست میں امن وقانون کی صورتحال میں بہتری اور سابقہ حکومتوں کے حالات کا موازنہ کر کے اس محاذ پر اپنی کامیابی کا دعویٰ بھی کیا۔ یوگی نے کہا کہ گذشتہ دنوں جب مذہبی تہواروں کے موقع پر دیگر کئی ریاستوں میں فرقہ وارانہ تشدد کے واقعات رونما ہو رہے تھے اس وقت بھی اتر پردیش میں کوئی فساد نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ ہی یوگی نے اپنے دور اقتدار کا موازنہ اکھیلیش کے دور اقتدار سے کرتے ہوئے یہ دعویٰ بھی کیا کہ سن 2012 سے سن 2017 کے درمیان سات سو سے زیادہ فسادات ہوئے، ان کے گذشتہ دور اقتدار میں کوئی فساد نہیں ہوا۔ یوگی نے اس بات پر اظہار فخر بھی کیا کہ ان کے دور میں رام نومی کا تہوار بہت شاندار طریقے سے منایا گیا۔ اس پر فخر کرنے میں کوئی قباحت نہیں تھی لیکن اس کے ساتھ جس طرح رمضان، جمعۃ الوداع اور عید الفطر کی نمازیں سڑک پر نہ ہونے کا ذکر یوگی نے کیا اس سے یوگی کی طرز فکر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یوگی نے مساجد سے لاؤڈ اسپیکر ہٹانے کا ذکر بھی فخر کے ساتھ کیا۔ دوسری طرف ایودھیا میں رام مندر اور وارانسی میں کاشی وشوناتھ مندر کمپلیکس کی تزئین کاری کا ذکر بھی فخر سے کیا گیا۔ حالانکہ ان میں سے کسی کام کا بھی تعلق بہتر حکمرانی سے نہیں ہے۔ غیر قانونی ذبیحہ پر پابندی کا ذکر بھی یوگی نے کیا۔ اور اسے جس طرح پیش کیا گیا اس کے پس پشت منافقت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اتراکھنڈ کے وزیر اعلیٰ پشکر دھامی نے ریاست میں یکساں سول کوڈ نافذ کرنے کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ فرقہ پرست طاقتوں کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں ان کی حکومت بھی کسی سے پیچھے نہیں ہے۔

حالانکہ یکساں سول کوڈ کا معاملہ صرف مسلمانوں سے متعلق نہیں۔ ہندوؤں میں مختلف علاقوں میں پائی جانے والی رسموں کو دیکھتے ہوئے قومی سطح پر یا کسی ایسی ریاست میں کہ جہاں مختلف رسم ورواج کو ماننے والے موجود ہوں، یکساں سول کوڈ کا نفاذ عملی طور پر ممکن نہیں ہے، لیکن بی جے پی اور سنگھ پریوار اس معاملے کو بھی ہمیشہ مسلمانوں کو سامنے رکھتے ہوئے اور مسلم پرسنل لاء کو نشانہ بنانے کی بدنیتی سے اٹھاتا رہا ہے۔

پروگرام میں سب سے زیادہ زہر آلود تقریر آسام کے وزیر اعلیٰ کی تھی۔ اپنی تقریر میں ہیمنت بسوا نے اسلامی مدارس کے خلاف دل کھول کر زہر اگلا، اور کہا کہ ''جب تک یہ لفظ باقی رہیگا اس وقت تک کوئی بچہ نہ تو ڈاکٹر نہ ہی انجینیر بن پائیگا۔ یہ بات باعث حیرت ہے کہ ہیمنت بسوا کو مسلم بچوں کے ڈاکٹر اور انجینیر بننے کی بھی فکر ہے، لیکن ان کے علم میں شائد یہ بات نہ ہو کہ بی جے پی کے سینئر لیڈر اور مرکزی وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ کی ابتدائی تعلیم مدرسے میں ہی ہوئی ہے۔ جب مدرسے کا ایک طالب علم ملک کی سیاست میں اتنے اعلیٰ مقام تک پہنچ سکتا ہے اور کامیاب سیاستداں بن سکتا ہے تو ڈاکٹر اور انجینئر کیوں نہیں بن سکتا۔ ہیمنت بسوا اگر تھوڑا بہت پڑھ لیتے اور مدارس کے کامیاب طلباء کے تعلق سے جانکاری جمع کر لیتے تو انھیں معلوم ہوتا کہ مدارس کے طلباء نے بھی زندگی کے مختلف میدانوں میں شاندار کامیابیاں حاصل کی ہیں، اور اپنی محنت ولگن سے آئی اے ایس جیسے مقابلہ جاتی امتحانات میں بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔ چونکہ بسوا کا مقصد مسلمان طلباء کو ڈاکٹر وانجینئر بنتے دیکھنا نہیں؛ بلکہ مذہبی منافرت کے اپنے جنون میں مدارس کو نشانہ بنانا ہے اس لیے انھوں نے مدارس کو ختم کرنے کی بات کہی۔ اقتدار کے گھمنڈ اور نشے کی یہ بدترین مثال ہے۔ ہیمنت نے یہ بھی کہا کہ آسام میں بی جے پی کے اقتدار میں آنے کے بعد حکومت نے مذہبی تعلیم پر پیسہ خرچ کرنا بند کر دیا۔ ظاہر ہے مذہبی تعلیم سے ان کی مراد اسلامی مدارس میں دی جانے والی تعلیم ہی تھی۔ بسوا نے مدارس میں بچوں کو داخل کرانے کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی بھی قرار دیا۔ ان کا یہ بیان ہندوستان کے آئین کے بھی خلاف ہے جو ملک کے ہر شہری کو اپنے عقائد کے مطابق تعلیمی ادارے کھولنے کی اجازت بھی دیتا ہے۔ حالانکہ نفرتی ٹولے کی زبان سے حقوق انسانی کی بات سننا یا ان سے آئین کے مطابق کسی بات کی توقع کرنا لاحاصل ہی ہے۔ اس لیے کہ ایسے لوگوں کے نزدیک سنگھ کا ایجنڈہ ہی قانون وآئین ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بھگوا طاقتیں روز آئین وقانون کو بالائے طاق رکھ کر پُرتشدد کارروائیوں میں سرگرم نظر نہ آتیں۔

اپنی تقریر میں بسوا نے کہا کہ جسے قرآن پڑھانا ہے اپنے گھر میں پڑھائے، لیکن سوال یہ ہے کہ پھر گیتا کو عام اسکولوں میں اور غیر مذہب کے طلباء میں پڑھانے کی کوششیں کیوں ہو رہی ہیں؟ جبکہ مدارس میں صرف مسلمانوں کو ہی قرآن پڑھایا جاتا ہے۔ آسام حکومت کسی مدرسے کو سرکاری گرانٹ نہیں دے رہی تو نہ دے، لیکن انھیں بند کرنے کا فرمان جاری نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کسی حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ بسوا نے یہ بھی کہا کہ اس سرزمین پر رہنے والے تمام مسلمان دراصل ہندو ہیں، یہ ہیمنت بسوا کی غلط فہمی ہی ہے۔ ہندوستان کی تمام مسلم آبادی تبدیلی مذہب کر کے مسلمان نہیں ہوئی ہے۔ بسوا کے مطابق اگر کوئی مسلمان بچہ قابل تعریف کام کرتا ہے اس کا سہرا اس کے ہندو ماضی کو جاتا ہے۔ بسوا کی اس بات کے جواب میں صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ ''جواب جاہلاں باشد خموشی''۔

بسوا اور دیگر بی جے پی وزرائے اعلیٰ کے بیانات کو کئی مسلم تنظیموں نے 'اسلاموفوبیا' سے تعبیر کیا ہے، اور یہ درست بھی ہے۔ دراصل ہندوتوادی طاقتیں اسلاموفوبیا کی اس حد تک شکار ہو چکی ہیں کہ اس کے سبب ملک کی حقیقی ترقی کا ایجنڈہ ان کے نزدیک غیر اہم ہو چکا ہے۔ ملک کے حقیقی مسائل سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے انھیں ہندوتو کی افیم دی جا رہی ہے۔ ہندوا راشٹر کے قیام کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے ملک کو فرقہ وارانہ منافرت کی آگ میں جھونکا جا رہا ہے۔ اس بات کو بھی نظر انداز کیا جا رہا ہے کہ پڑوسی ملک سری لنکا کو اسی پالیسی کے سبب آج کن حالات سے گزرنا پڑ رہا ہے۔

اعلان برائے داخلہ

محکمہ صحت، حکومت بہار، این ایم سی ایچ کیمپس، پٹنہ سے تسلیم شدہ اور آریہ بھٹہ نالج یونیورسٹی پٹنہ سے الحاق شدہ بہار کا مشہور ومعروف ادارہ

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (پارامیڈیکل)

امارت شرعیہ کیمپس، پھلواری شریف، پٹنہ-801505

میں درج ذیل ڈپلومہ کورسز میں رجسٹریشن شروع ہے

(1) DMLT (ڈپلومہ ان میڈیکل لیب ٹیکنالوجی)؛ کورس کی مدت: 2 سال
(2) DPT (فزیوتھراپی میں ڈپلومہ)؛ کورس کی مدت: ساڑھے تین سال
(3) DMRT (ریڈیالوجی ٹیکنالوجی میں ڈپلومہ)؛ کورس کی مدت: 2 سال

ڈگری کورسز (BMLT اور BPT؛ مدت ساڑھے چار سال) دلچسپی رکھنے والے امیدوار ہمارے انسٹی ٹیوٹ کے انکوائری رجسٹر میں اپنا نام اور رابطہ نمبر درج کروا سکتے ہیں۔ اور ڈپلومہ کے لیے داخلہ فارم 01.06.2022 سے 30.06.2022 تک دفتر کے کاؤنٹر پر دستیاب ہے۔ وقت: صبح 10.00 بجے سے سہ پہر 03.00 بجے تک۔

ڈپلومہ کورسز کے لیے داخلہ ٹیسٹ مورخہ 03.07.2022، وقت صبح 11:00 بجے سے دوپہر 01:00 بجے تک ہوگا۔ مزید معلومات کے لیے امیدوار نیچے دیے گئے موبائل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

داخلہ کے لیے اہلیت بائیولوجی اور انگریزی کے ساتھ آئی ایس سی (I.Sc.) یا 10+2 (بائیولوجی اور انگلش کے ساتھ)

عمر کی حد:- 17 سال سے 30 سال تک

رابطہ نمبر: 7004899361,9631529759,8210834077,7250222587,8873771070

ایس نثار احمد ایڈمنسٹریٹر — **ڈاکٹر فضیل احمد** پرنسپل انچارج — **سہیل احمد ندوی** سکریٹری

مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ میں

ضرورت ہے

۱۔ منیجر ۲۔ لیڈی ڈاکٹر ۳۔ لیب ٹیکنیشین

مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں مندرجہ ذیل عہدوں کیلئے درخواست مطلوب ہیں۔

۱۔ منیجر: اس عہدہ کیلئے تعلیمی لیاقت ہاسپیٹل مینیجمنٹ رایم بی اے (ایڈمنسٹریشن) اور کم از کم ہاسپیٹل میں کام کرنے کا تین سال کا تجربہ ہو۔

۲۔ لیڈی ڈاکٹر (گائنی): اس عہدہ کیلئے تعلیمی لیاقت ایم بی بی ایس ربی یو ایم ایس کے ساتھ گائنی میں کام کرنے کا تین سال کا تجربہ ہو۔ واضح ہو کہ نائٹ ڈیوٹی کیلئے یہ عہدہ خالی ہے۔

۳۔ میڈیکل لیبوریٹری ٹیکنولوجسٹ: اس عہدہ کیلئے تعلیمی لیاقت بی ایم ایل ٹی کے ساتھ کم از کم تین سال کا کسی میڈیکل لیبوریٹری میں کام کرنے کا تجربہ ہو اور سبھی مشینوں کی جانکاری ہو۔

خواہش مند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر اپنی درخواستیں رجسٹرڈ ڈاک یا ای میل admin@msm-hospital.com پر ارسال کر سکتے ہیں۔

درخواست بھیجنے کی آخری تاریخ 16.06.2022 تک ہے۔

پتہ: سکریٹری مولانا سجاد میموریل اسپتال، مارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ-801505

مزید معلومات کیلئے موبائل نمبر 9835041207 پر رابطہ کریں۔

سہیل احمد ندوی
سکریٹری مولانا سجاد میموریل اسپتال

Scanned with CamScanner